بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

بدر

BADR

قادیان ضلع گورداسپور

اے جہان منتظر خوش باش کاید دلستان | جسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۰ بروز جمعرات | آں مسیح دور آخر مہدیٔ آخر زمان

مورخہ ۲ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام ۔ مطابق ۶ فروری ۱۹۰۸ء

جلد ۷ — نمبر ۵

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایام الصلح

اے لوگو! خدا سے ڈرو۔ اور بدر حقیقت اس سے صلح کرلو۔ اور سچ مچ صلاحیت کا جامہ پہن لو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دور ہو جاوے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے۔ جو ایک ہولناک سیلاب کو ایکدم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادہ سے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر دور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں ان ہی پر کھلتی ہیں جو اس کے ہی ہو جاتے ہیں اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں۔ جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں۔ اور اس کے آستانے پر گرتے ہیں۔ اور اس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے۔ صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھلکر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں ان کی خبر لیتا ہے اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انہیں بچا لیتا ہے۔ اور ذلت کے حملوں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ وہ ان کا متولی اور متعہد ہو جاتا ہے۔ وہ ان مشکلات میں جبکہ کوئی انسان کام نہیں آسکتا ان کی مدد کرتا ہے۔ اور اس کی فوجیں اس کی حمایت کے لئے آتی ہیں۔ کس قدر شکر کا مقام ہے۔ کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے۔ پس کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑ دو گے؟ کیا اپنے نفس ناپاک کے لئے اس کی حدود کو توڑ دو گے۔ ہمارے لئے اس کی ... ... رضامندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے۔

قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے۔ کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے۔ اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کیلئے حصن حصین ہے۔

حق کے طالب کے لئے نہایت ضروری ہے

کہ اس حقیقی ایمان کی تلاش میں لگا رہے اور اپنے تئیں یہ دھوکہ نہ دے کہ میں مسلمان ہوں اور خدا اور رسول پر ایمان لاتا ہوں۔ قرآن شریف پڑھتا ہوں۔ شرک سے بیزار ہوں۔ نماز کا پابند ہوں اور ناجائز اور بد باتوں سے اجتناب کرتا ہوں کیونکہ مرنے کے بعد کامل نجات اور سچی خوشحالی اور حقیقی سرور کا وہ شخص مالک ہوگا۔ جس نے وہ زندہ اور حقیقی نور اس دنیا میں حاصل کر لیا ہے جو انسان کے مونہہ کو اس کے تمام قوتوں اور طاقتوں اور ارادوں کے ساتھ خدا تعالےٰ کی طرف پھیر دیتا ہے۔ اور جس سے اس سفلی زندگی پر ایک موت طاری ہو کر انسانی روح میں ایک سچی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ زندہ اور حقیقی نور کیا چیز ہے؟ وہی خداداد طاقت جس کا نام یقین اور معرفت تامہ ہے یہ وہی طاقت ہے جو اپنے زور آور ہاتھ سے ایک خوفناک اور تاریک گڑھے سے انسان کو باہر لاتی اور نہایت روشن اور پُرامن فضا میں بٹھا دیتی ہے اور قبل اس کے جو یہ روشنی حاصل ہو۔ تمام اعمال صالحہ رسم اور عادت کے رنگ میں ہوتے ہیں اور اس صورۃ میں ادنیٰ ادنیٰ ابتلاؤں کے وقت انسان ٹھوکر کھا سکتا ہے۔ بجز اس مرتبہ یقین کے خدا سے معاملہ صافی کس کا ہو سکتا ہے۔ جس کو یقین دیا گیا ہے۔ وہ پانی کی طرح خدا کی طرف بہتا ہے اور ہوا کی طرح اس کی طرف جاتا ہے اور آگ کی طرح غیر کو جلا دیتا ہے اور مصائب میں زمین کی طرح ثابت قدمی دکھلاتا ہے۔ خدا کی معرفت دیوانہ بنا دیتی ہے۔ مگر لوگوں کی نظر میں دیوانہ اور خدا کی نظر میں عقلمند اور فرزانہ۔ یہ شربت کیا ہی شیریں ہے۔ کہ حلق سے اترتے ہی تمام بدن کو شیریں بنا دیتا ہے۔ اور یہ دوا کیا ہی لذیذ ہے۔ کہ ایک دم میں تمام نعمتوں سے فارغ اور لاپرواہ کر دیتا ہے۔ مگر ان دعاؤں سے حاصل ہوتا ہے۔ جو جان کو ہتھیلی پر رکھ کی جاتی ہیں۔ اور کسی دوسرے کے خون سے نہیں۔ بلکہ اپنی ہی قربانی سے حاصل ہوتا ہے کیسا مشکل کام ہے۔ آہ صد آہ!

کتبہ عاجز محمد حسین احمدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

"موت"

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جب یہ ہو چکا تو میں پاؤں سے سر کی جانب سکڑنے لگا جیسا کہ ربڑ کی تار سکڑتی ہے اور وہ مجھے یاد ہے کہ یہ حالت چند لمحوں تک واقع ہوئی اور میں نے خیال کیا کہ اب چوتڑوں کے نیچے کوئی جان نہیں۔ مجھے پیٹ اور سینے سے گذرنے کی حالت یاد نہیں۔ مگر مجھے یہ بخوبی یاد ہے کہ میں تمام کا تمام سر میں آجمع ہوا اور میں نے خیال کیا کہ اب سارا سر میں ہوں اور جلدی رہا ہو جاؤں گا۔ میں دماغ کے گرد گھوما گویا میں بالکل خالی تھا اور آہستہ آہستہ اس کو چاروں طرف سے مرکز کی جانب دبایا۔ اور کھوپری کی نسوں سے باہر کو جھانکا اور نکلا۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ میں شکل اور رنگت میں جلی مچھلی کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ جب میں نکلا تو میں نے اپنے سرہانے دو عورتوں کو دیکھا جب میں سر سے نکلا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں بلبلے کی طرح اس کے ساتھ لگا ہوا ہوں اور جھوم رہا ہوں۔ آخر میں جسم سے الگ ہو کر آہستہ سے فرش پر گر پڑا۔ جہاں سے میں آہستہ سے اٹھا اور پورے قد کا انسان ہو گیا۔ میں عورتوں اور دیگر لوگوں سے جو آس پاس کھڑے تھے بچنے کے لئے دروازہ کی طرف دوڑا۔ مگر وہاں جا کر میں نے معلوم کیا کہ میرے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ لہذا میں واپس آیا۔ لوگوں کو دیکھا اور اپنے مردہ جسم کو بھی دیکھا۔

میں نے بہت سے لوگوں کو جسم کے گرد بیٹھے اور کھڑے دیکھا اور ان دو عورتوں کو بھی دیکھا جو بائیں طرف دو زانو ہو کر بیٹھی تھیں اور وہ رو رہی تھیں۔ اب مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ میری بیوی اور بہن تھیں مگر اس وقت مجھے شخصیت کا علم نہ تھا۔ بیوی بہن یا دوست میرے لئے مساوی تھے مجھے رشتہ کا تعلق یاد نہ تھا۔ میں عورت کو مرد سے تمیز کر سکتا تھا۔ مگر اس سے زیادہ نہیں۔

میں نے کوشش کی کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کروں تا ان کو تسلی دوں اور بتلاؤں۔ کہ وہ بھی ہمیشہ رہنے والے نہیں۔ میں نے ان کو دائیں ہاتھ سے سلام کیا اور ان میں پھرتا رہا۔ مگر کسی نے میری طرف توجہ نہ کی مجھے یہ حالت تمسخر انگیز معلوم ہوئی اور میں ہنس پڑا۔

میں دروازہ سے گذر گیا گلی میں گیا تب میں نے دیکھا کہ میں جتنا زمینی زندگی میں تھا اس سے بڑا ہوں میں نے خیال کیا کہ میں اب کیسا تندرست ہوں چند لمحے ہوئے کہ میں بیمار تھا اور مصیبت میں تھا پھر مجھ پر موت وارد ہوئی وہ وقت گذر گیا اور اب میں زندہ اور ذی ہوش انسان ہوں۔ اب میں کبھی بیمار نہیں ہوں گا اور نہ مروں گا۔

اچانک میں نے دیکھا کہ میں اپنی پشت کو دیکھ رہا ہوں۔ میں حیران ہوا۔ چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو آنکھیں اپنی اصلی جگہ میں پائیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ میں نے ابھی جسم کو چھوڑا ہے۔ میں اس کی آنکھیں استعمال میں لا سکتا ہوں میں نے مڑ کر کھلے دروازے کی طرف دیکھا اور سر کو اپنے مقابل پایا۔ میں نے لکڑی کے جالے کی طرح ایک نس دیکھی جو شانے سے جسم کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور سامنے گردن کے نیچے لگی ہوئی تھی۔ اب مجھے تسلی ہو گئی۔ کہ اس نس کے ذریعہ میں اپنے جسم کی آنکھ استعمال میں لا رہا تھا اور لوٹ کر گلی میں چلا گیا۔

اس کے آگے لکھا ہے کہ کس طرح ڈاکٹر مذکور ملک بقا کی حد تک پہونچ گیا۔ اور اس کو عبور کرنے کی کوشش کی۔

میں نے بائیاں پاؤں لائن کے پار نکالا۔ جب میں نے ایسا کیا تو ایک چھوٹا سا سیاہ بادل میرے سامنے نمودار ہوا اور میرے چہرے کی طرف آیا۔ میں نے جانا کہ میں روکا جاؤں گا بعد ازاں مجھے معلوم ہوا کہ ہلنے جلنے اور فکر کرنے کی طاقت مجھ سے سلب ہو رہی ہے۔ میرے ہاتھ ناطاقت ہو کر پہلوؤں کی طرف گر پڑے۔ میرے شانے اور سر آگے کو جھک گئے۔ بادل نے میرے چہرے کو مس کیا اور مجھ کچھ ہوش نہ رہی۔

بغیر کسی خیال اور کوشش کے میری آنکھیں کھل گئیں میں نے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا اور پھر سفید چارپائی کی طرف جس پر پڑا ہوا تھا اور یہ معلوم کر کے کہ میں جسم میں ہوں میں حیرانی اور مایوسی سے چلایا کہ میرے ساتھ یہ کیا واقعہ پیش آیا۔ کیا میں پھر مروں گا۔

ڈاکٹر مذکور نے شفایاب ہو کر یہ واقعہ اکثر لوگوں کو سنایا جن میں ڈاکٹر ہاجسن بھی شامل ہیں جو اب فوت ہو گئے ہیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ میرے ہی گھر میں ایک موت کا واقعہ گذر چکا ہے اور چند روز ہوئے۔ کہ میری لڑکی بہ قضائے الٰہی فوت ہو گئی۔ اسی وجہ سے جب گذشتہ ایجوکیشنل کمیٹی میں مضمون موت تجویز کیا گیا تو میں نے اس مضمون کو اپنے ذمہ لیا۔ وہ واقعہ میری آنکھوں کے سامنے ہے کیونکہ میں دو دن اور دو رات تک برابر اس کے سرہانے بیٹھا رہا۔ یہ باتیں تو اکثر مسلمانوں میں مشہور ہیں کہ فوت شدہ انسان سمجھتا ہے کہ میں اب شفایاب ہو گیا ہوں اور مجھے کچھ تکلیف نہیں اور رونے دھونے والے لوگوں کی طرف دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔ مگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ان کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی یہ قصے ایسے ہی معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ مرزا عبد اللہ بیگ صاحب نے حالت سکر میں عجیب غریب حالات موت کے بعد کے دیکھے اور اکثر لوگوں کو سنائے ہیں یا جیسا ہمارے چودھری وزیر حسین صاحب نے جب پچھلے دنوں میں بیمار ہو گئے تھے تو موت کے فرشتہ کو دیکھا تھا اور اس کا دفتر لگا ہوا دیکھا تھا اور انہیں معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ اب اس جہان سے کوچ کرنے والے ہیں مگر یہ قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا کہ روح یا جان جب ایک مرتبہ جسم سے خارج ہو جائے۔ اور دل و دماغ اور جمیع قویٰ سے اس کا کوئی تعلق نہ رہے تو پھر وہ کچھ دیر بعد اس میں آن داخل ہو اور جسم کو زندہ کر دے البتہ بعض بیماریاں تو حکمار اور اطبا نے ایسی لکھی ہیں۔ مثلاً سکتہ۔ کہ اس میں ظاہرہ آثار حیات کے محسوس نہیں ہوتے۔ اور فی الحقیقت جان خارج نہیں ہوتی۔ ظاہرہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان مر گیا ہے۔ مگر جان اس میں باقی ہوتی ہے اور وہ کچھ دیر بعد حرکت کرنے لگتا ہے اور جی پڑتا ہے۔ اس بیہوشی کی حالت میں دماغ کے خیالات اشکال اختیار کرتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے۔ کہ اس نے موت کے بعد کے حالات مشاہدہ کئے ہیں۔

قصہ مذکور سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ روح دماغ کی جانب سے خارج ہوتی ہے مگر میرا خیال ہے کہ وہ دل سے منہ کی طرف ہو کر نکلتی ہے۔ کیونکہ پہلے ہاتھ پاؤں اور سر اور پیشانی ٹھنڈی ہوتے ہیں۔ جو گویا ان مقامات سے جان کے خارج ہونے کی علامت ہے۔ دل کی حرکت تا دم آخر جاری رہتی ہے اور انجام کار آخری دم منہ سے خارج ہوتا ہے اور موت وارد ہو جاتی ہے روح کا آخری مرکز گویا دل ہوتا ہے

خالصہ ایڈووکیٹ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۰۷ء میں سائنٹفک امریکن مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۷ء سے اقتباس کر کے روح کے متعلق ایک عجیب ڈسکوری چھپی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ ایک موسیٰ دوزن کے فلاسفر کے بیان کے مطابق انسانی جسم میں روح کے قیام کا مقام اور اس کی ماہیت کا پتہ لگ گیا ہے

یہ [illegible] کی تفہیم [illegible] ہے [illegible]
[illegible] وقت [illegible] ہے ۔ دستور [illegible] انسانی
روح [illegible] کی [illegible] سے [illegible]
سکے [illegible] کے نیچے اور عورت
مین اس [illegible]
کی [illegible] ہے اور موت [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] فرشتہ سمجھا جاتا ہے [illegible]
یا ایک مادی چیز ہے اور عکسی شیشے کے ذریعہ اس کی تصویر
لی جاسکتی ہے ۔ فلاسفر مذکور نے حکام سے درخواست کی ہے
کہ اس کو ہسپتال مین مرنے انسانون پر تجربہ کرنے کی اجازت
دی جائے ۔

اخبار لکھتا ہے کہ بیس سال گذرے ۔ تو سائنس دان
بڑے زور سے دعوے کرتے تھے کہ روح کوئی چیز نہین
مگر اب ان کی [illegible] اور جلنے سکونت معلوم ہوگئی ہے
[illegible] ہمین اس خبر کے سننے سے متعجب رہنا چاہیئے
کہ روح [illegible] سے علیحدہ کرکے [illegible] گئی ہے اور
ایسی [illegible] ہے ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

غرض انسانی روح اور انسان کے مرنے کے متعلق
کچھ خوب چھان بین ہو رہی ہے اور آئے دن نئی نئی معلومات
سننے مین آتی ہین ایک سطحی خیال سے دیکھا جائے تو معلوم
ہوتا ہے ان معلومات مین ترقی ہو رہی ہے اور جس درجہ تک
معلومات ہو چکی ہین ۔ اسکے آگے واقعی روح کی کیفیت ظاہر ہو
جانی چاہیئے کیونکہ ترقی ابھی بند نہین ہوئی بلکہ جاری ہے اور
[illegible] کی کوششون کا نتیجہ [illegible] یہ ہونا چاہیئے کہ روح
کی حقیقت کھل جائے اور بخوبی منکشف ہوجائے کہ موت کس
طرح [illegible] ہوتی ہے اور کس طرح اس کو روکا جاسکتا ہے ۔ مگر یہ بات
بھی قابل غور ہے کہ جو تھیوری موت یا روح کے متعلق قائم
کی جاتی ہے ۔ بڑے زور سے اس کی تائید کی جاتی ہے اور
[illegible] عرصہ بعد وہ غلط ثابت ہوتی ہے اور دوسرا خیال قائم کیا جاتا
ہے ۔ میرے خیال مین اس جدید بیان کو بھی محض ایک تھیوری
سمجھنا چاہیئے کیونکہ فلاسفر مذکور نے مزید تجربے کرنے
کی خواہش ظاہر کی ہے ۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کو
تاحال اپنی رائے پر یقین کامل نہین ۔

یہان تک مین نے عام خیالات جو موت کے متعلق ہین بیان
کئے ہین اور خاصکر سائنس دانون اور فلاسفرون کی رائون اور
معلومات کا ذکر کیا ہے ۔ اس سے اور نہین تو اتنا پتہ تو
چلتا ہے کہ وہ نہین اپنے علم پر کیسا گھمنڈ ہے اور ایک گونہ
خدائی کاموں مین دست اندازی کرنا چاہتے ہین ۔ گویا خدائی
کا دعوے بزبان حال کر رہے ہین اور حضرت رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو لفظاً اور معناً پورا کر
رہے ہین کہ آخری زمانہ مین قوم دجال اپنی صنعتون اور
معلومات مین اس قدر بڑھ جائے گی کہ وہ خدائی کا دعوی
کرین گے ۔ چنانچہ بعض ڈاکٹرون نے یہان تک سعی کی ہے
کہ بعض قسم کے تازہ مُردون مین خون بھر کر چند منٹون کے
لئے ان مین حرکت پیدا کر دی ہے اور اس سے وہ خیال
کرتے ہین کہ اگر وہ اسی طرح اپنی کوششون کو جاری رکھین تو
غالباً مُردون کو زندہ کرنے مین کامیاب ہو جائین اور اگر موت
کا کیڑا اسی سے خارج کرسکین یا روح کی کیفیت سمجھ لین تو غالباً
وہ موت سے رہائی پالین گے ۔ یہی خدائی دعوے
ہین پس غور کرو کہ کیا یہ وہی وقت نہین ۔ جسکی نسبت سرور کائنات
نے پیشگوئی کی تھی اور اس کی خرابیون سے ڈرایا تھا ۔ مگر ساتھ
ہی ایک خوشخبری بھی دی تھی کہ اس وقت فتنہ دجالیت سے
بچانے کے لئے اور لوگون کے دلون مین ایمان باللہ قائم
کرنے کے لئے ایک شخص اللہ تعالیٰ کیطرف سے اُمتِ
محمدیہ مین مبعوث ہوگا کیونکہ یہ خیر الامم ہے اور یہی اس لائق
ہے کہ اس سے ایسا شخص پیدا ہو جو اس فتنہ عظیم سے رہائی
دلا سکے ۔ یہ فتنہ عیسائی قوم کے ذریعہ برپا ہوا ہے اسلئے
اس کے دفعیہ کا نام کسر صلیب رکھا گیا ہے ۔ بحکم ربِّ زدنی علماً
علم حاصل کرنا اور معلومات اور ایجادات مین ترقی کرنا
معیوب نہین مگر ان سے اس طرح کے نتائج اخذ کرنا جس سے
ایمان باللہ زائل ہو ۔ باعث خسران فی الدنیا والآخرۃ ہے
چنانچہ غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا ۔ کہ فی زمانہ سائنس اور
فلسفہ کے خیالات نے ایمان اس قدر کمزور کر دیا ہے
کہ وہ گویا ثریا پر چلا گیا ہے اور یہی وہ زمانہ ہے ۔ جس کے
لئے مقدر تھا ۔ کہ ایک فارسی الاصل شخص پیدا ہو اور وہ اسے
کھینچ کر لائے اور زمین پر قائم کرے ۔ زمانہ اس شخص کی
آمد کے وقت کی شہادت دیتا ہے ۔ پس اب حضرت مرزا صاحب
کے دعوے کی صداقت مین کیا شک ہوسکتا ہے ۔

مین اصل مضمون کی طرف عود کر کے پھر عرض کرتا ہون
کہ یہان تک مین نے موت کے متعلق مختصراً عام خیالات کو ظاہر کیا
ہے اور زیادہ تر یہ بتایا ہے ۔ کہ سائنس اور فلسفہ نے
کہان تک جستجو کی ہے ۔ اب مین مناسب سمجھتا ہون کہ [illegible]
کی شہادت بھی پیش کر دی جائے چنانچہ سورہ العنکبوت
کے چھٹے رکوع مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ کُلُّ
نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۔ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۔ ہر نفس
موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر تم ہماری طرف لوٹو گے ۔
پس کوئی شخص موت سے نہین بچ سکتا ۔ اب تک کی انسانی
کوششون نے ثابت کر دیا ہے ۔ کہ وہ موت کو روک نہین
سکتے ۔ آئندہ ناممکن ہے کہ وہ کامیاب ہوسکین اللہ تعالیٰ
نے ظاہر ہے اپنی کلام کی صداقت کا ثبوت دیا ہے [illegible]
برگزیدون کے ساتھ جو اس نے اس دنیا کے متعلق
حتمی وعدے کئے وہ سب پورے کئے پس کسی آئندہ
زمانہ مین اس کی کلام کا غلط ہو جانا ناممکن ہے اور جو شخص
یہ دعوے کرے وہ خود ہی خیال کرے کہ کہان تک وہ
عقل سلیم رکھنے کا مدعی ہوسکتا ہے ۔

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ
اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۔ السجدہ ۔

ان کو کہہ دے ۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ [illegible]
موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے وفات دیدیتا ہے پھر
تم اپنے رب کیطرف لوٹائے جاؤ گے ۔ یہ نہین کہ ملک الموت
ایک بیرونی وجود ہے اور وہ جان قبض کرنے کے لئے ہر فرد
بشر کے پاس بھاگا پھرتا ہے بلکہ وہ تو ایسی چیز ہے جو کہ ہر
انسان کے ساتھ مقرر ہے اور وقت پر اس کی جان کو قبض
کر لیتا ہے ۔ وہ کوئی ایسا وجود نہین کہ محسوس ہوسکے اور
انسان اپنی زندگی کی حقیقت اور موت کی حقیقت کو سمجھ سکے
اور اس کو اپنے تصرف مین کرسکے ۔

روح کو زندگی قائم رکھنے والی سمجھا جاتا ہے ۔ جب حضرت
رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام سے سوال کیا گیا تو
اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جواب ملا ۔ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ
اَمْرِ رَبِّيْ ۔ ان کو کہدے کہ روح اللہ کے حکم سے ہے
معلوم ہوتا ہے کہ سوال تو یہ تھا کہ روح کیا چیز ہے ۔ آیا اس
سے زندگی قائم رہتی ہے اور وہ کس طرح جسم مین داخل ہوتی
اور اس سے خارج ہوتی ہے ۔ مگر جواب ملا کہ روح اللہ کے
حکم سے ایک ایسی چیز ہے جس کو انسان سمجھ نہین سکتا
یا وہ محض اللہ کا حکم ہے اور اسی سے انسانی زندگی کو
سہارا ہے ۔ دوسرے لفظون مین روح کا سوال انسانی تفہیم
سے باہر ہے ۔ جب آپ کو جو افضل الرسل اور خیر البشر
ہین یہ کیفیت نہین بتائی گئی تو دوسرا انسان خواہ سائنس دان
اور فلسفی ہو محض اپنی کوشش سے کب اسکی حقیقت
کو پاسکتا ہے ۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

اس ہفتہ اچھی بارش ہوگئی اور روحانی بارش تو ہر وقت یہاں ہوتی رہتی ہے۔ مبارک وہ جو اس چشمۂ آب حیات سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں اور جام معرفت بھر بھر کر پیتے اور پلاتے ہیں سیّد الاولیاء خاتم الخلفاء کی طبیعت بہ نسبت پچھلے ہفتے کے بحال رہی۔ فاضل جلیل مولانا امروہی نے بڑی مسجد میں ۲۴ر جنوری کو جمعہ پڑھایا۔ خطبہ میں وعظ اس آیتہ پر ایک گھنٹہ تک فرمایا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔ اس میں یہ نکتہ دلچسپ تھا۔ کہ عہد نامہ کے رسول حضرت خاتم النبیینؐ پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنیکا تمام انبیاء سے عہد لیا گیا تھا۔ اب انبیاء علیہم السلام تو فوت ہو چکے۔ بس ایک ہی جری اللہ فی حلل الانبیاء آگیا۔ جو موسیٰ بھی عیسیٰ بھی ہے۔ آدم بھی ہے نوح بھی ہے ابراہیم بھی ہے یوسف بھی ہے۔ وہ اس مبارک ذات پر ایمان لایا اور اس کی نصرت کر رہا ہے اور اس طرح اس آیت کے معانی میں کوئی اختلاف نہیں رہتا۔ علامہ نور الدین نے ۳۱ر جنوری کو جمعہ پڑھایا۔ تو اس میں وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ پر وعظ فرمایا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ مخلوقات آپس میں اختلافات ہیں۔ اس میں بعض ایسے اختلافات ہیں جو لابدی ہیں۔ مثلاً غذا۔ آب و ہوا۔ شکل۔ رنگ وغیرہ۔ اور بعض ایسے ہیں جو مٹ سکتے ہیں اور ان کے مٹانے کا حکم ہے۔ وہ ہیں انسان کے عقائد۔ اعمال۔ اخلاق۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کلام مجید کے ذریعہ ان اختلافات کو مٹایا۔ صحابہ کرام کا نمونہ موجود ہے۔ مگر اب مسلمانوں میں باوجود ایک خدا ایک نبی ایک کتاب بلکہ ایک امام ماننے کے کیسا اختلاف ہے۔ اس کے لئے مجھے باوجود بڑی غور کے کوئی تدبیر نہیں آتی بجز اس کے کہ دعا کی جائے کیونکہ خدا کے فضل ہی سے یہ اتفاق ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا اور فرمایا لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ۔

مقبرہ بہشتی کی تجویز خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے متعلق آئے دن جب ہم خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت دیکھتے ہیں۔ تو سر تسلیم اس کے حضور میں جھک جاتا ہے میں پہلے بھی ایک بار لکھ چکا ہوں کہ کئی نادان مخالفوں کا اعتراض ہے۔ کہ یہ مقبرہ دولتمندوں کے لئے ہے۔ مگر دیکھو اس میں جس قدر اب تک داخل ہوئے وہ قریباً سب ہی مفلس و نادار تھے اور محض اخلاص و ایمان کے سبب اس مبارک مقام میں پہونچے۔

بہشتی مقبرہ میں سب سے پہلے جانیوالا مسلمانوں کا لیڈر مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ تھا۔ اب باہر کے اصحاب میں سے سب سے اوّل آنیوالا مولوی غلام حسین امام مسجد گُمٹی بازار لاہور ہے۔ جس کی لاش ۳ر فروری کی شام کو قادیان میں پہونچی۔ ۴ر فروری کو ۸ بجے حضرت تقدس مآب نے اس کا جنازہ پڑھایا اور مطابق سنۃ النبی اوٹھایا بھی۔ مرحوم قدیمی وضع کا اپنے اخلاق و عادات میں بے نظیر ایک بزرگ تھا۔ حضور خود فرماتے تھے۔ کہ اس بڑھاپے میں ایمان لاکر باوجود اتنی مخالفتوں کے ایسا استقلال و اخلاص دکھانے والے بہت کم ہی ہوتے ہیں۔ مرحوم نہایت ہی بیغرض آدمی تھا اور اس کے عالم و فاضل ہونے کے تو مخالفین بھی مُقر ہیں۔ علوم عقلیہ نقلیہ میں پوری دسترس تھی (اللّٰهم اغفر له وارحمه) جماعت لاہور کی ہمت قابل تعریف ہے نعش کو یہاں تک لانے کے اخراجات للّٰہ برداشت کئے۔ جنازہ پڑھنے کے متعلق اس امر کا اظہار بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ کہ جوتیوں سمیت پڑھ لیا جاتا ہے اور صرف چار تکبیریں ہوتی ہیں پھر جنازہ پڑھکر حنفیوں کی طرح کوئی دُعا وغیرہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ جنازہ خود دعا ہے۔ جنازہ اٹھانے کے لئے خاص آدمی نہیں ہوتے ہر ایک اپنے بھائی کا بار ی باری حق ادا کرتا ہے اور اٹھانیوالے کچھ پڑھتے نہیں جاتے دفن کر کے گھر آتے اور پھر کوئی صف ماتم نہیں بچھتی۔ دل سے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہنے والی قوم کا یہی طرز عمل ہوتا ہے۔

ظہور المسیح

یہ کتاب ۱۵۰ صفحے حجم کی قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی نے تصنیف کی ہے۔ جس میں مسیح موسوی کی وفات اور حضرت مسیح محمدی کی صداقت کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے اور مخالف کتابوں مثل سیف چشتیائی درہ درانی کو زیر نظر رکھ لیا گیا ہے اور بطور ضمیمہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ پر لطیف تفسیر لکھی ہے۔ جس میں سے سن ظہور المسیح بھی نکالدیا ہے۔ کتاب کے متعلق حضرت مخدوم الملۃ مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی جو رائے تھی وہ نقل کی جاتی ہے۔

برادر عزیز قاضی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ طبیعت کے ضعف اور کسی قدر کسل کی وجہ سے جواب میں توقف ہوا۔ دماغی امراض میں ایسے واقعات بہت ہوتے ہیں۔ یہ چند سطریں امید ہے کہ کافی ہونگی۔ انہیں مولوی صاحب (نور الدین) اور میری طرف سے یکساں سمجھنا چاہیئے سچ بات تو یہ ہے کہ آپکا حق خدمت ان سطروں سے ادا نہیں ہوا اور زیادہ لکھنے سے مجھے خوف پیدا ہوا کہ کوئی شخص مبالغہ نہ سمجھے اور یار فروشی پر حمل نہ کرے کتاب کے چھپ جانے پر اگر خدا تعالیٰ نے زندہ رکھا تو زیادہ لکھونگا۔ شاید اسوقت زیادہ مفید اور مؤثر ہوگا۔ والسلام۔ خاکسار عبدالکریم

میں نے ظہور المسیح کا مسودہ پڑھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میں پڑھتے پڑھتے دل کے تواجد اور تراقص کو ضبط نہیں کر سکتا تھا اور ہمارے سلسلہ کی کتابوں کے مضامین کو ایسے طور سے ایک جگہ جمع کیا ہے کہ اس سے زیادہ آسان تدبیر اس قدر مضامین متفرقہ کو حافظہ کی الماری میں جمع کرنیکی ممکن نہیں بہت سے مضامین نئے بھی ہیں جو مولف کی جودت طبع اور رزانت فہم کی کافی دلیل ہیں میرے نزدیک ہمارے بھائیوں کو ایسی جامع کتاب کے وجود سے بہت بڑا نفع پہنچیگا میری دلی آرزو ہے کہ یہ کتاب حلیۂ انطباع سے آراستہ ہو کر ایک جہان پر اور ایک جہان کے لئے حجت ٹھہر جائے۔ خدا تعالیٰ ہمارے عزیز اور قابل فخر دوست قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کو عافیت جسمانی اور روحانی سے بہرہ کافی عطا فرمائے قاضی صاحب نے نہ صرف احمدی قوم کو اس بینظیر خدمت سے مرہون منت کیا ہے بلکہ اپنی ناگزیر اور مرد آزما منزلوں کے لئے کافی زاد جمع کر لیا ہے۔ والسلام خاکسار عبدالکریم۔ نوٹ۔ میرے مخدوم و محسن مولوی نورالدین صاحب میری رائے سے متفق ہیں۔ عبدالکریم۔ یہ کتاب ۸ر قیمت علاوہ محصولڈاک محمد ظہور الدین گولیکی ضلع گجرات کے پتہ پر اور دفتر بدر سے مل سکتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ناظرین کو سال نو مبارک

سنہ ۱۳۲۶ھ

اس قوم کے لئے جو ہر روز پانچ اوقات اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑی ہو کر کم از کم بتیس بار الحمد للہ کہتی ہے وہ نئے سال کے چڑھنے پر بھی الحمد للہ ہی کہیگی۔ یہ نہیں کہ پچھلے سال کے الم انگیز واقعات کو دُہرا کر صف ماتم بچھاوے اور اوّل تو اس جماعت کے لئے جو خدا تعالیٰ کی خاص جماعت اور اس کے فضلوں کی مورد ہو۔ ایسے واقعات پیش ہی کم آتے ہیں کیونکہ کامل مومن ایک ہی روز سب فیصلہ کر دیتا ہے کہ یہ سب کچھ میرا نہیں خدا کا ہے۔ پس اس کے بعد اس پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اوسے کسی شے کی جدائی غم میں نہیں ڈالتی۔

نئے سال کے چڑھنے پر فطرۃً دلوں میں نئے جذبات اُٹھتے ہیں اور خاص جوش خاص سرور کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ سو ان سے ہم بھی خالی نہیں۔ گو ان کا اظہار کسی وجہ سے دوسرے وقت پر ملتوی رکھنا پڑا ہو مگر تاہم دو ایک باتیں ایسی ہیں جنہیں لکھ دینا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے ایک تو یہ کہ مسلمانوں کی قومیت سے یہاں تک تنزل کیا ہے کہ وہ دوسری اقوام کے رسوم میں فنا ہو گئے۔ یہاں تک کہ اپنا سن اپنی تاریخ بھی بھول گئے۔ غور کر کے دیکھو کتنے اسلامی اخبار ہیں جو ہجری سن کے چڑھنے پر وہ مضمون لکھتے ہوں جو عیسوی سن کے چڑھنے پر لکھتے ہیں۔ اسلام نے چاند پر جو تاریخوں کا مدار رکھا تھا تو اس میں بہت سی حکمتیں تھیں مگر افسوس ہم کو اس سے کچھ فایدہ نہ اوٹھایا اور غفلت و خود فراموشی نے یہاں تک ترقی کی کہ کئی مسلمانوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اب کونسا ہجری سن ہے بلکہ میں بعض ایسے سلمان حضرات سے بھی ملا ہوں جو جانتے ہی نہیں کہ ہمارا اپنا بھی کوئی سن ہے اگر کسی نے رونا تھا تو ایسی باتوں پر روتا۔ مرثیے پڑھنے تھے تو اس قومی ماتم پر پڑھتا مگر افسوس کہ ہم میں ایک ایسی قوم ہے۔ جو دوسری قوموں کے طرز عمل کے خلاف بجائے خوشی کے سال چڑھتے ہی ماتم کرتی ہے۔ یہ ماتم۔ یہ گریہ و زاری یہ سینہ کوبی کس بات پر ہے کیا؟ صرف اس پر کہ امام حسین جناب رسول الثقلین سید الکونین کے دہتہ کو درجہ شہادت ملا۔ اگر اپنے آقا اپنے سید اپنے مولیٰ کی سچی محبت تھی تو وہ خوش ہوتے کہ سبط النبی نے وہ علی مقام پایا جسکی تعریف قرآن مجید میں وارد ہوئی۔ لیکن نہیں وہ اس پر جزع و فزع کرتے ہیں کسی شریف کی بے آبروئی کا کوئی واقعہ گذرے تو وہ حتے الوسع اسے چھپانا چاہتا ہے۔ مگر یہ اہل بیت کی عفت مآب مستورات کی بے حجابی کو مبالغوں کے ساتھ اس درجہ تک پہونچا دیتے ہیں کہ بجائے اکرام کے توہین ہوتی ہے۔ معلوم نہیں کہ اس واقعہ کو جو الٰہی مرضی کی ماتحت ہوا کیوں اس قدر اہمیت دی جاتی ہے جبکہ شہیدان کربلا سے افضل حضرت علی المرتضیٰ پھر حضرت عمرؓ فاروق پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی نہائت مظلومی کے ساتھ شہید ہوئے ان حضرات کی اسلامی خدمات ظاہر ہیں اور یقین کیا جاسکتا ہے کہ اگر کچھ مدت اور رہتے تو اسلام تمام دنیا میں پھیل جاتا ان کی شہادت پر خون کے آنسوؤں سے بھی کوئی روتا تو ہم اسے معذور سمجھتے۔ لیکن ان کو تو لوگ بھولے سے بھی یاد نہیں کرتے اور روتے ہیں تو انہیں۔ جن کی بڑی اسلامی خدمت ہی ایک یہی ہے جو انتے اجر جزیل کا موجب ہوئی۔ اچھا یہ تو خلیفے تھے خود ہماری سرکار وہ فخر موجودات سرور کائنات جو اگر پیدا نہ ہوتا تو جہان ہی نہ ہوتا۔ وہ سید المعصومین خاتم النبیینؐ اس جہان سے اُٹھ گیا۔ اس مبارک وجود کی جدائی میں رونے والے عمر بھر روتے مگر حرام ہے جو کبھی ان کا ایک آنسو بھی گرا ہو۔ پھر یہ اگر سچی محبت تھی اور ہے وہ یزید و شمر کے طرز عمل سے قطعی متنفر اور ان پر لعنت بھیجنے والے ہیں تو وہ خود اس مبارک وجود کی قدر کرتے جو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ دیکھو تم میں ایک ہے جو اس حسین سے بڑھ کر ہے۔ ہاں تم میں وہ ہے۔ جو صد حسین است در گریبانم۔ کہتا ہے۔ پس اے مسلم اور حُرّ ... ... رحمۃ اللہ علیہم کے نثار خوانو! آگے بڑھو اور اس امام مظلوم کی نصرت میں جانیں قربان کر دو جو حق پر ہے اور حق کی بیعت لیتا ہے۔ اس کے مبارک قدم چومو! اور اپنے ان جذبات اور دلی ارمانوں کو دل کھول کر نکالو جو شہید کربلا (علیہ التحیۃ والثناء) کے لئے تم اپنے جی میں رکھتے ہو۔ پیارے دوستو! میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ یہ باتین کسی شاعر ... نہیں بلکہ دردمند دل کی صدا ہے جو ان مضمون کی صورت میں نکلی۔ مبارک وہ جو اس آواز پر اپنے مذہبی تعصبات سے الگ ہو کر غور کرتے ہیں شیعہ تو اس غلطی میں پڑے ہی۔ ہمارے سُنّی بھائی بھی کچھ اس رنگ میں رنگین ہوتے جاتے ہیں اور محرم کے دنوں میں مرثیہ خوانی کی مجلسوں میں شریک ہوتے تعزئے بناتے ہیں اور پھر کچھ شربت و چاول وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ اس کے متعلق امام الائمہ حجۃ اللہ خلیفۃ اللہ علی الارض کا فتوے نقل کر دیا جاتا ہے کہ کم از کم ہمارے احمدی بھائی ہی اس سے الگ رہیں۔

نیاز مند اکمل نے سوال کیا کہ محرم کی دسوین کو جو شربت و چاول وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اگر یہ للہ بہ نیت ایصال ثواب ہو تو اس کے متعلق حضور کا کیا ارشاد ہے (اماموں کے نام پر دینا تو حسب آیت وما اهل به لغير الله حرام ہے)

فرمایا۔ ایسے کاموں کے لئے دن اور وقت مقرر کر دینا ایک رسم و بدعت ہے اور آہستہ آہستہ ایسی رسمیں شرک کی طرف لیجاتی ہیں۔ پس اس سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ ایسی رسموں کا انجام اچھا نہیں۔ ابتدا میں اسی خیال سے ہو مگر اب تو اس نے شرک اور غیر اللہ کے نام کا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ اسلئے ہم اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جب تک ایسی رسوم کا قلع قمع نہ ہو۔ عقائد باطلہ دور نہیں ہوتے۔

المفتی

ترک سود ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھ پر بڑا قرض ہے دعا کیجئے۔

فرمایا۔ توبہ و استغفار کرتے رہو۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو استغفار کرتا ہے۔ اسے رزق میں کشائش دیتا ہے۔

پھر پوچھا۔ کہ اتنا قرض کس طرح چڑھ گیا۔ اُس نے کہا بہت سا حصہ سود ہی ہے۔

فرمایا۔ بس پھر تو یہ شامت اعمال ہے۔ جو شخص اللہ کے حکم کو توڑتا ہے۔ اسے سزا ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے

پیش فرما دیا۔ کہ اگر سود کے لین دین سے باز نہ آؤ گے تو خدا کی لڑائی کا اعلان ہے۔ خدا کی لڑائی یہی ہے کہ ایسے لوگوں پر عذاب بھیج دیتا ہے۔ پس یہ مفلسی بطور عذاب اور سود لینے کا نتیجہ ہے۔

اس شخص نے کہا۔ کیا کریں مجبوری سے سودی قرضہ لیا جاتا ہے۔

فرمایا۔ جو خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے خدا اس کا کوئی سبب پردۂ غیب سے بنا دیتا ہے۔ افسوس کہ لوگ اس راز کو نہیں سمجھتے کہ متقی کے لئے خدا تعالیٰ کبھی ایسا موقعہ نہیں بناتا کہ وہ سودی قرضہ لینے پر مجبور ہو۔ یاد رکھو جیسے اور گناہ ہیں مثلاً زنا، چوری۔ ویسے ہی یہ سود دینا اور لینا ہے۔ کس قدر نقصان دہ یہ بات ہے کہ مال بھی گیا، حیثیت بھی گئی اور ایمان بھی گیا۔ معمولی زندگی میں ایسا کوئی امر ہی نہیں کہ جس پر اتنا خرچ ہو جو انسان سودی قرضہ لینے پر مجبور ہو۔ مثلاً نکاح ہے۔ اس میں کوئی خرچ نہیں طرفین نے قبول کیا اور نکاح ہو گیا۔ بعد اس کے ولیمہ سنت ہے۔ سو اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو یہ بھی معاف ہے۔ انسان اگر کفایت شعاری سے کام لے تو اس کا کوئی بھی نقصان نہیں ہوتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ لوگ اپنی نفسانی خواہشوں اور عارضی خوشیوں کے لئے خدا تعالیٰ کو ناراض کر لیتے ہیں جو ان کی تباہی کا موجب ہے۔ دیکھو! سود کا کس قدر سنگین گناہ ہے کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں۔ سور کا کھانا تو بحالت اضطرار جائز رکھا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ یعنی جو شخص باغی نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا۔ تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ غفور رحیم ہے۔ مگر سود کے لئے نہیں فرمایا کہ بحالت اضطرار جائز ہے بلکہ اس کے لئے تو ارشاد ہے يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔ اگر سود کے لین دین سے باز نہ آؤ گے۔ تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا اعلان ہے۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے۔ کہ جو خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اسے حاجت ہی نہیں پڑتی۔ مسلمان اگر اس ابتلا میں ہیں تو یہ ان کی اپنی ہی بد عملیوں کا نتیجہ ہے۔ ہندو اگر یہ گناہ کرتے ہیں تو مالدار ہو جاتے ہیں۔ مسلمان یہ گناہ کرتے ہیں تو تباہ ہو جاتے ہیں۔ خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق۔ پس کیا ضروری نہیں۔ کہ مسلمان اس سے باز آئیں۔

انسان کو چاہیئے کہ اپنے معاش کے طریق میں پہلے ہی کفایت شعاری مدنظر رکھے۔ تاکہ سودی قرضہ اٹھانے کی نوبت نہ آئے جس سے سود اصل سے بڑھ جاتا ہے۔ ابھی کل ایک شخص کا خط آیا تھا کہ ہزار روپیہ دے چکا ہوں ابھی پانچ چھ سو باقی ہے پھر نیت ہے کہ عدالتیں بھی ڈگری دیدیتی ہیں۔ مگر اس میں عدالتوں کا کیا گناہ۔ جب اس کا اقرار موجود ہے تو گویا اس کے یہ معنے ہیں کہ سود دینے پر راضی ہے پس وہاں سے ڈگری جاری ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ بہتر تھا کہ مسلمان اتفاق کرتے اور کوئی فنڈ جمع کر کے تجارتی طور سے اسے فروغ دیتے تاکہ کسی بھائی کو سود پر قرضہ لینے کی حاجت نہ ہوتی بلکہ اسی مجلس سے ہر صاحب ضرورت اپنی حاجت روائی کر لیتا اور میعاد مقررہ پر واپس دے دیتا۔ (احمدی متمول احباب توجہ کریں)

حکیم فضلدین صاحب نے سنایا کہ علامہ نورالدین بھیرہ میں حدیث پڑھا رہے تھے۔ باب الربوا تھا۔ ایک سود خوار ساہوکار آ کر پاس بیٹھ گیا۔ جب سود کی ممانعت سنی تو کہا اچھا مولوی صاحب آپ کو نکاح کی ضرورت ہو تو پھر کیا کریں۔ انہوں نے کہا بس ایجاب قبول کر لیا جائے پوچھا اگر رات کو گھر میں کھانا نہ ہو تو پھر؟ کہا اگر کوئی لکڑیوں کا گٹھا باہر سے لاؤں، روز بیچ کر کھاؤں۔ اس پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ کہنے لگا۔ آپ کو دس ہزار تک اگر ضرورت ہو تو مجھ سے بلا سود لے لیں۔

فرمایا۔ دیکھو جو حرام پر جلدی نہیں دوڑتا بلکہ اس سے بچتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس کے لئے حلال کا ذریعہ نکال دیتا ہے۔ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً۔ جو سود دینے اور لینے جیسے حرام کاموں سے بچے۔ خدا تعالیٰ اس کے لئے کوئی سبیل بنا دیگا۔ ایک کی نیکی اور نیک خیال کا اثر دوسرے پر بھی پڑتا ہے۔ کوئی اپنی جگہ پر استقلال رکھے تو سود خوار بھی مفت دینے پر راضی ہو جاتے ہیں۔

اخبار کے متعلق ایک مشورہ

اخویم صادق الامۃ مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے کئی دن سے قادیان کے حالات معلوم نہ ہوئے تھے۔ اس لئے میں بدر کی تلاش و انتظار میں تھا۔ کہ کل رات کے نو بجے محمد حسین صاحب احمدی نے آ کر کہا کہ بدر شام کو آ گیا تھا۔ مگر افسوس کہ دوکان بند ہے۔ میں نے کہا کہ دوکان کتنی دور ہے۔ کہا کہ دو میل۔ میں نے کہا کہ اٹھو چلیں۔ غرض ہم دونوں گئے اور چار میل کی مسافت طے کر کے اخبار لے آئے اور نئے دیکھے بدر دیکھتے دیکھتے بدر نکل آیا۔ جب آرام کیا۔

میری رائے میں ایک بات آئی ہے۔ اس کو پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور وہ یہ کہ بدر سے دنیاوی خبروں کے صفحے علیحدہ کرنا اور ان کے خواہشمند سے ایک روپیہ کا اضافہ لینا اور اگر ایک بار دے تو اس سے لے لینا۔ موزوں نہیں۔ گو اس سے ایڈیٹر صاحب کی نیک نیتی و درد دلی جو ان کی ودیعت میں رکھی ہوئی ہے ظاہر ہوتی ہے مگر اس سے کام کی کثرت ہو جائیگی اور رجسٹر علیحدہ رکھنے پڑیں گے اور تعجب نہیں کہ ایک دو کلرک کی ضرورت محسوس ہو اور قلت روپیہ کے باعث اس کو مشکل و صعب نظر آئے۔ علاوہ ازیں تمام جماعت مساوی فائدہ نہ اٹھا سکے گی جو نہایت نامناسب ہے۔ [illegible] تو ہم نے گوارا کر لیا لیکن زیور کا پرچہ نہ لینے والے دوستوں کی تعداد ایسی کم نکلی کہ یہ تجویز مجبوراً منسوخ کرنی پڑی۔ چالیس پچاس خریداروں کے واسطے تمام انتظام کرنا مناسب نہ تھا اس واسطے اب سب خریداروں کو ایک ہی طرز کا اخبار روانہ کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

اس سب کی بجائے ہفتہ میں دو بار صحیح معنوں میں ہو۔ یعنے دن مقرر کیا جائے اور تاریخ نہ کی جائے۔ اور اگر اس میں اخراجات زیادہ معلوم ہوتے ہوں تو ایک اور صورت ہے وہ یہ کہ قیمت مبلغ صہ روپیہ ہو۔ اور اخبار مہینہ میں آٹھ بار شائع ہو اس صورت کو ہفتہ وار نہ کہلا سکیگا مگر اس کے قریب قریب ہوگا اور سال تمام میں نو پرچے بچ جائیں گے جس سے کئی سو روپے کا فائدہ اخبار کو پہنچ جائیگا اور پبلک کو چنداں محسوس ہی نہ ہوگا۔ اگر ہفتہ میں دو بار ہو تو پھر امداد روپیہ سال بھر از روئے حساب ۹۶ اور ایک ہفتہ رخصت منہا نکالکر ۹۵ پرچے مبلغ صہ کے عوض ملے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ۲۵ خریدار مبلغ صہ والے دونگا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

ابو سعید عربی۔ کلکتہ۔

ہم نے تو یہ تجویز کی تھی کہ آپ کی مقرر فرمودہ قیمت پر اخبار ہفتہ میں دو بار کر دیا جائے۔ مگر بعض بزرگ دوستوں کے مشورہ سے قرار پایا۔ کہ سر دست اخبار بدر ہفتہ وار ہی رہے۔ بہرحال آپ کے وعدہ امداد متعلق ۲۵ خریداروں کا شکریہ ہے۔ جو امید ہے۔ کہ آپ موجودہ صورت میں بھی پورا فرما دیں گے۔ ایڈیٹر

المفتی

۱۲۴ معاملات تجارت مین سود ایک صاحب کا ایک خط حضرت کی خدمت مین پہونچا۔ کہ جیب بنکون کے سُود کے متعلق حضور نے اجازت دی ہے کہ موجودہ زمانہ اوراسلام کی حالات کو مدّنظر رکہہ کر اضطرار کا اعتبار کیا جائے سو اضطرار کا اصول چونکہ وسعت پذیر ہے اس لئے ذاتی قومی۔ ملکی۔ تجارتی وغیرہ اضطرارات بھی پیدا ہو کر سُود کا لین دین جاری ہوسکتا ہے یا نہین۔

فرمایا۔ اِس طرح سے لوگ حرام خوری کا دروازہ کہولنا چاہتے ہین۔ کہ جو جی چاہے کرتے پھرین۔ ہمنے یہ نہین کہا کہ بنک کا سود بہ سبب اضطرار کے کسی انسان کو لینا اور کہانا جائز ہے۔ بلکہ اشاعت اسلام مین اور دینی ضروریات مین اسکا خرچ جائز ہونا تبلایا گیا ہے۔ وہ بہی اس وقت تک کہ امداد دین کیواسطے روپیہ مل نہین سکتا اور دین غریب ہورہا ہے۔ کیونکہ کوئی شے خدا کیواسطے تو حرام نہین۔ باقی رہی اپنی ذاتی اور ملکی اور قومی اور تجارتی ضروریات۔ سوان کیواسطے اور ایسی باتون کے واسطے سود بالکل حرام ہے۔ وہ جواز جو ہمنے تبلایا ہے۔ وہ اس قسم کا ہے۔ کہ مثلاً کسی جاندار کو آگ مین جلانا شرعاً منع ہے۔ لیکن ایک مسلمان کیواسطے جائز ہے۔ کہ اس زمانہ مین اگر کہین جنگ پیش آوے۔ تو توپ بندوقون کا استعمال کرے۔ کیونکہ دشمن بہی اس کا استعمال کر رہا ہے۔

۱۲۵ تراویح کی رکعت تراویح کے متعلق عرض ہوا کہ جب یہ تہجد ہے تو بیس رکعت پڑھنے کی نسبت کیا ارشاد ہے۔ کیونکہ تہجد تو مع وتر گیارہ یا تیرہ رکعت ہے۔

فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دائمی تو وہی آٹھ رکعات ہے۔ اور آپ تہجد کیوقت ہی پڑہا کرتے تھے اور یہی افضل ہے۔ مگر پہلی رات بہی پڑھ لینا جائز ہے ایک روایت مین ہے۔ کہ آپنے رات کے اوّل حصّے مین اسے پڑہا۔ بیس رکعات بعد مین پڑہی گئیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وہی تہی جو پہلے بیان ہوئی۔

تعزیت کا خط

وطن سے دُور اور اپنے عزیز سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہمارے مکرم دوست السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا آپکے ساتھ ہو اور آپ پر اپنی رحمتین نازل فرمائے۔ عزیز کی وفات کی خبر آپ کو پہونچ چکی ہوگی۔ ایسے وقت مین کن الفاظ کے ساتھ مین آپکے پاس پہونچ سکتا ہون جن سے آپکے دل مین طمانیت ہو لیکن حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مین جب یہ جانکاہ خبر پہونچی ہے تو حضور نے مجھے حکم دیا ہے کہ ان کیطرف سے مین آپ کو خط لکھون جس سے آپکے دل کو اطمینان اور آرام حاصل ہو۔ ایسے جوان خوبصورت ہونہار فرزند کی جدائی ایک بہت بڑا صدمہ ہے اور اس کا برداشت کرلینا ہر ایک شخص کا کام نہین لیکن ایک تازہ واقعہ اسی قسم کا یہان بہی ہو چکا ہے۔ اور وہ آپکے امام اور پیر کے گھر مین ہُوا ہے مین دیکھتا تہا کہ حضرت اقدس کو میان مبارک احمدؐ کے ساتھ جسقدر محبت تھی۔ آپ کو خود معلوم ہوگا اور اس کی وفات ایک سخت صدمہ تہا لیکن حضرت نے کیا خود بیوی صاحبہ نے اس صبر کے ساتھ اس صدمہ کو برداشت کیا۔ فرمایا۔ جب خدا کی اس مین رضا ہے۔ تو مین خدا کو راضی رکہنا چاہتی ہون۔ خواہ ہزار مبارک احمدؐ وہ لے لے سو میرے پیارے آپ کا عزیز آپ کو بہت عزیز تہا پر خدا نے اس کو لیا اور آپ کی پیاری چیز اس نے لے لی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ جب تک کہ تم اپنی پیاری چیزین خدا کے راہ مین نہ دو۔ تم بہلائی کو پا نہین سکتے۔ خدا بڑا قادر اور حکیم ہے۔ اس نے آپ پر ایک ابتلاء وارد کیا ہے اور اس کا فضل خالی از حکمت نہین اور ابتلاء ایک بڑے انعام کو اپنے ساتھ لاتا ہے۔ ابتلاء گذشتہ گناہون کو بخشواتا ہے۔ اور آئندہ کیواسطے نعمتون کا دروازہ کھولتا ہے حضرت ایوب علیہ السلام کے دس بیٹے ہلاک ہوئے پر اس نے صبر کے ساتھ سب کچھ پا یا۔ اور پہلے سے بہی بڑھ کر پایا خدا تعالےٰ نے آپ کو ایک بڑا موقعہ دیا ہے کہ آپ اس کی رضا کو حاصل کرین۔ کیونکہ دنیا مین سب سے پیاری شے جو آپ کی تہی وہ اُس نے لے لی اور آپ سے مانگے بغیر لے لی۔ کیونکہ وہ مالک ہے پس آپ اپنے مالک کو خوش کرین اگر وہ خوش ہوگیا تو پھر کوئی غم نہین۔ بلکہ خوشی ہی خوشی ہے۔

میرے خیال مین بہتر ہوگا کہ اب آپ تین ماہ کی رخصت حاصل کر کے وطن کو آجاوین۔ آپ کو گئے ہوئے بہی بہت عرصہ ہوگیا ہے۔ خدا آپ کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ آمین۔

آپکا خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ قادیان۔

۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء

اس خط کو لکھ کر مین نے حضرت اقدس کی خدمت مین پیش کیا کہ حضور اپنے دست مبارک سے بہی چند سطرین لکھدین۔ تاکہ بابو صاحب کے مُردہ دل کیواسطے موجب زندگی ہون۔ جسپر حضور نے مفصلہ ذیل چند سطور ارقام فرمائین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سُنّت اللہ اسی طرح سے جاری ہے کہ جب کسی پر مُصیبت نازل کرتا ہے تو بعد مین اُس کیلئے کوئی آرام اور خوشی کا بہی سامان کر دیتا ہے سو مناسب ہے کہ پوری استقامت کے ساتھ خدا تعالےٰ پر توکل کرین خدا تعالیٰ اور اولاد و دیگار اِن مُصیبتون سے دنیا مین کوئی خالی نہین۔ آخر ہر ایک شخص صبر ہی کرتا ہے لیکن صبر وہی خدا تعالےٰ کے نزدیک قبول ہوتا اور قابل اجر ہوتا ہے جو تازہ مصیبت کے وقت کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ مبارک وہ لوگ کہ جو اس کی قضا و قدر کی تلخی پر صبر کرتے ہین۔ والسّلام

مرزا غلام احمدؐ۔

مباہلہ

پیارے اڈیٹر۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مندرجہ ذیل مضمون کو اخبار گوہر بار مین شائع فرما کر ممنون فرماوین۔ والسلام

خادم۔ ماسٹر عبد العزیز احمدی اسسٹنٹ سکرٹری انجمن احمدیہ انبالہ چہاؤنی

آج واقعہ ۵ جنوری ۱۹۰۶ء کو تین بجے (ظہر اور عصر کے درمیان) فیمابین بابو محمد یوسف صاحب ٹھیکیدار اور حافظ محمد ابراہیم صاحب برادر حقیقی خود حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کی نسبت مسجد کلان واقعہ توپخانہ بازار مین مباہلہ ہوا۔

حاضرین بابو عطاء اللہ صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ٹرانسپورٹ انبالہ اور خادم از جماعت احمدیہ۔ غیر احمدی جماعت مین سے علاوہ ایک کثیر اژدہام کے مرزا سجاد حسین صاحب بابو عبد الغنی صاحب اعد الادیا ٹھیارہ موجود تھے۔

بابو محمد یوسف صاحب نے حضرت اقدس کے دعاوی مہدویت اور عیسویت کی تصدیق فرما کر دعا کی کہ اگر ہمارا یہ سلسلہ احمدی اللہ تعالیٰ کیطرف سے نہین ہے تو اللہ تبارک وتعالےٰ مجھ کو فریق ثانی کے عین حیات مین ہلاک کر دے جماعت احمدیہ کے ممبرون نے آمین کہی۔

حافظ محمد ابراہیم صاحب نے فرمایا کہ مین مرزا کو ان کے تمام دعوون مین مفتری اور کاذب سمجھتا ہون اور میرا ایمان ہے کہ وہی مسیح ابن مریم جو اس وقت عنصری وجود کے ساتھ آسمان پر زندہ ہے اتریگا [illegible]

تفسیر القرآن

خداتعالیٰ کے ان مبارک لوگون سے جنھین قرآن مجید مین تدبر کرنے کی توفیق دی جاتی ہے اور جنھین فرقان حمید کے معانی سمجھنے کے لئے فہم سلیم دیا جاتا ہے۔ میرے مخدوم و مکرم مولوی سرور شاہ صاحب بھی ہین۔ آپ نے ایک تفسیر لکھنی شروع کی ہے جو حقائق و معارف کی پیاسی قوم کے لئے انشاء اللہ آبِ حیات کا کام دینے والی ہے۔ یہ تفسیر ریویو کے ساتھ ماہوار اور اب سہ ماہی شائع ہوا کرے گی۔ اگرچہ مولانا موصوف کی یہ تفسیر سراپا نورٌ علیٰ نور ہے۔ مگر زمانہ حال کی ضرورتون کے موافق دو باتون کا خاص خیال رکھا جاتا ہے ایک تو یہ کہ یون تو سب مسلمان کہا کرتے ہین قرآن مجید فصیح بلیغ ہے۔ مگر بہت کم مفسرین ہین جنہون نے اسے ہر آیت مین ثابت کیا ہے اور یہ بتایا ہے۔ کہ اس آیت مین جو یہ لفظ اختیار کئے گئے ہین اور مراد کے اظہار کیلئے یہ اسلوب کلام جو رکھا گیا ہے۔ تو اس مین یہ حکمتین اور یہ خوبیان ہین۔ مولانا مکرم نے اس بات کو بہت مدنظر رکھا ہے جسے پڑھ کر ایک خاص لذت حاصل ہوتی ہے۔ دوم عام طور سے یہ بات آجکل جنٹلمین پارٹی مین اور دیگر مذاہب کے نادان معترضون مین پھیلی ہوئی ہے۔ کہ قرآن ایک مربوط کلام نہین۔ پہلی آیت کو دوسری سے کوئی علاقہ نہین ہوتا۔ مولوی صاحب نے اس اعتراض کو عملی رنگ مین اُٹھایا ہے اور ثابت کردیا ہے۔ کہ پہلی آیت دوسری آیت سے اور پہلا رکوع دوسرے رکوع سے ضرور ربط رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض آیات کے معانی کے بیان مین وہ زور طبیعت دکھلایا ہے۔ کہ پڑھنے والا عش عش کر اٹھتا ہے۔ اور بے اختیار مونہہ سے نکلتا ہے۔ کہ بس یہی معنے تھے۔ جو اس مرد خدا نے بیان کر دئے۔ مین اورون کی نہین کہتا اپنی کہتا ہون۔ کہ بعض نکات پر دل کے تواجد و تراقص کو ضبط نہین کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ مولانا کی طبیعت نہائت آزاد (آجکل کی آزادی نہ سمجھی جائے) واقع ہوئی ہے وہ پہلے حضرت علامہ نورالدین صاحب یا دیگر مفسرین کے اقوال لکھتے ہین پھر اپنی رائے اگر اس کے خلاف ہو تو بلا تامل لکھدیتے ہین۔ واقعی یہ ایک ایسا جوہر ہے جو بہت کم لوگون مین ہوتا ہے۔ اسلام کے تنزل کے اسباب مین سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس کے علماء مین تقلید کا مادہ پیدا ہوگیا۔ اور جب سے یہ پست ہمتی ہم مین گھس آیا۔ ہمین نہ دین کا رکھا نہ دنیا کا۔ صرف ایک مامور من اللہ ہی ہے جسکا حق ہر کہ اس کے آگے اپنی رائے کے ہتھیار کو رکھدیا جاوے باقی کسی کے لئے یہ حق محفوظ نہین۔ سخت افسوس ہے کہ باوجود ان خوبیون کے قوم کی توجہ ابھی اس طرف بہت کم ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے۔ بعض اصحاب کو ابھی یہ خبر ہی نہین کہ کوئی ایسی تفسیر شائع ہو رہی ہے۔ اب مین دیکھتا ہون کہ بدر کے خریدارون مین سے کتنے اصحاب اس روحانی فائدہ کو لینے کے لئے بڑھتے ہین۔ تفسیر کے متعلق یہ عرض کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ حجم اشاعت لوگون کو مایوس کرنیوالا ہے اسطرح تفسیر کسی کی زندگی مین ختم نہین ہوسکیگی اگر مولوی سرور شاہ صاحب ایک ترجمہ قرآن مختصر نوٹون کے ساتھ پہلے لکھدین۔ جس مین ان کے معلومات بالاجمال آجاوین اور یہ تفسیر آہستہ آہستہ اپنے طور پر اس سے بھی زیادہ شرح و بسط کے ساتھ چلی جائے۔ تو بہت خوب ہو۔ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ قادیان سے جو اسلام کا مرکز ہے اب تک ایک مترجم قرآن مجید بھی شائع نہ ہو سکے۔ ہمارے شیخ یعقوب علی صاحب بڑے باہمت آدمی ہین مگر وہ بھی اب ہمت ہارتے جاتے ہین۔ شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ شائع کر دینا کوئی بڑی بات نہین۔ چودہوین صدی تک ترقی کے حق مین بہت مفید ہے۔ پس صبح اُٹھتے ہی کھیل مین مشغول ہو جانا اور پھر اسی بے ہودہ دھن مین شام کر دینا سوائے اس کے کچھ فائدہ نہین دیتا کہ مزاج مین وحشت پیدا ہو جائے۔ پھر کسی علمی فکر مین طبیعت نہین لگتی جو لوگ اپنی پوزیشن کو سمجھتے ہین کہ ہم آنے والے زمانے مین کسی قوم کے لئے نمونہ بننے والے ہین وہ اپنی روحانی و علمی ترقی کا زیادہ خیال رکھتے ہین۔ واللہ الہادی

(اکمل)

خیر الامور اوسطہا

ہر امر مین اعتدال نہائت ضروری ہے جیسے دن بھر چارپائی پر لیٹے رہنا جسمانی صحت کے لئے مُضر ہے ایسے ہی سارا دن کھیلتے رہنا بھی ضرر رسان ہے بہت کھیلنے سے مزاج مین آوارہ گردی پیدا ہوتی ہے اور ذہنی ترقی بالکل مسدود ہوجاتی ہے۔ انسان کی زندگی کا یہ منشا نہین کہ وہ بہائم کیطرح کھانے پینے سونے سے کام رکھے اور پھر ان کامون سے جو وقت بچے وہ سب کھیلنے مین لگا دے اس خیال سے کہ میرا جسم موٹا ہو جائے۔ کیونکہ موٹا ہونا کوئی فخر کی بات نہین اگر موٹاپے کو افضلیت مین دخل ہوتا۔ تو ہاتھی گینڈا بجائے انسان کے اشرف المخلوقات ہوتے پھر یہ بھی یاد رہے کہ بہت کھیلنے سے انسان کا جسم مضبوط نہین ہوتا۔ جن لوگون نے سینڈو کی ہدایات کو پڑھا ہے وہ جانتے ہین کہ ریاضت کو اگر خاص وقت خاص طریقہ سے کیا جائے اور آہستہ آہستہ بڑھایا جائے۔ تو جسم کے

مسجد مبارک مین ایک کلاک کی ضرورت

زمانہ موجودہ مین جو ایجادین ہوئی ہین اگر انہین دین کی خادم بنالیا جائے۔ تو میرے خیال مین اس سے بہتر کوئی بات نہین ہو سکتی۔ کون مسلمان نہین جانتا کہ قرآن مجید مین اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا وارد ہے یعنی نمازون کیلئے خاص اوقات مقرر ہین اس سے وقت کی پابندی کا سبق بھی ملتا ہے کیا اچھا ہو کہ مسجد مبارک مین ایک خوشنما صحیح چلنے والا کلاک لگا دیا جائے۔ جس سے وقت کی دریافت مین مدد ملتی رہیگی۔ ضرورت تو بہت ہے اب دیکھا جاتا ہے کہ یہ سعادت کس کے حصہ مین آتی ہے اور کون صاحب استطاعت سابق بالخیرات اس کار خیر مین رب سے پہلے حصہ لیکر ثواب لیتا ہے۔ تاکہ ان کی یاد دلانے والا انت ان نمازیون کے پیش نظر رہ کر دعا کی تحریک کرتا رہے۔ (اکمل)

نلکہ کی ضرورت

پچھلے دنون مسافر خانہ مین ایک نلکہ کی ضرورت پیش کیگئی تھی۔ واقعی صبح کیوقت سرد پانی کی تکلیف اُٹھانیوالے اس تجویز کی اہمیت کو خوب سمجھتے ہین۔ مہمانون کیلئے اسکی بہت ضرورت ہے۔ انتظار ہے کہ اس کے متعلق کیا کارروائی کی جاتی ہے (اکمل)

شرمناک غلطیان

مسلمانون نے جب سے اپنی مذہبی زبان کی طرف توجہ چھوڑی ان سے مذہب بھی جاتا رہا بعض ایسی ایسی فاش غلطیان اسلامی اخبار اور بعض معزز مسلمان کرتے ہین کہ دیکھ کر طبیعت مکدر ہو جاتی ہے۔ اور دل ہی دل مین کہا جاتا ہے کہ الٰہی مسلمانون پر کبھی یہ زمانہ بھی آنا تھا جو معمولی الفاظ کو صحیح نہ لکھ سکین گے۔ عید اضحے کو کئی ایسے اخبارون مین جو اسلامی کہلاتے ہین یا جن کے اڈیٹر مسلمان ہین ناظرین نے عید الضحے لکھا ہوا دیکھا ہوگا۔ ایسا ہی محمد رسول اللہ کو حماقت سے محمد الرسول اللہ اور السلام علیکم کو السلام و علیکم لکھتے ہین معلوم ہوتا ہے۔ کسی عربی خط مین میم کی پیش نے واؤ

المفتی

۱۲۴ معاملات تجارت میں سود

ایک صاحب کا ایک خط حضرت کی خدمت میں پہونچا۔ کہ جب بنکوں کے سُود کے متعلق حضور نے اجازت دی ہے کہ موجودہ زمانہ اور اسلام کی حالات کو مدّ نظر رکھ کر اضطرار کا اعتبار کیا جائے سو اضطرار کا اصول چونکہ وسعت پذیر ہے اس لئے ذاتی قومی۔ ملکی۔ تجارتی وغیرہ اضطرارات بھی پیدا ہو کر سُود کا لین دین جاری ہو سکتا ہے یا نہیں۔

فرمایا۔ اِس طرح سے لوگ حرام خوری کا دروازہ کہولنا چاہتے ہیں۔ کہ جو جی چاہے کرتے پھریں۔ ہمنے یہ نہیں کہا کہ بنک کا سود بہ سبب اضطرار کے کسی انسان کو لینا اور کہانا جائیز ہے۔ بلکہ اشاعت اسلام میں اور دینی ضروریات میں اسکا خرچ جائیز ہونا تبلایا گیا ہے۔ وہ بہی اس وقت تک کہ امداد دین کیواسطے روپیہ مل نہیں سکتا اور دین غریب ہو رہا ہے۔ کیونکہ کوئی شے خدا کیواسطے تو حرام نہیں۔ باقی رہی اپنی ذاتی اور ملکی اور قومی اور تجارتی ضروریات سوان کیواسطے اور ایسی باتوں کے واسطے سود بالکل حرام ہے۔ وہ جواز جو ہمنے تبلایا ہے۔ وہ اس قسم کا ہے۔ کہ مثلاً کسی جاندار کو آگ میں جلانا شرعاً منع ہے۔ لیکن ایک مسلمان کیواسطے جائیز ہے۔ کہ اس زمانہ میں اگر کہیں جنگ پیش آوے۔ تو توپ بندوق کا استعمال کرے۔ کیونکہ دشمن بہی اس کا استعمال کر رہا ہے۔

۱۲۵ تراویح کی رکعات

تراویح کے متعلق عرض ہوا کہ جب یہ تہجد ہے تو بیس رکعت پڑھنے کی نسبت کیا ارشاد ہے۔ کیونکہ تہجد تو مع وتر گیارہ یا تیرہ رکعت ہے۔

فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دائمی تو وہی آٹھہ رکعات ہے۔ اور آپ تہجد کیوقت ہی پڑہا کرتے تہے اور یہی افضل ہے۔ مگر پہلی رات بہی پڑھ لینا جائیز ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ آپنے رات کے اوّل حصّے میں اسے پڑہا۔ بیس رکعات بعد میں پڑہی گئیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وہی تہی جو پہلے بیان ہوئی۔

تعزیت کا خط

وطن سے دُور اور اپنے عزیز سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہمارے مکرم دوست السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا آپکے ساتھ ہو اور آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ عزیز کی وفات کی خبر آپ کو پہونچ چکی ہوگی۔ ایسے وقت میں کن الفاظ کے ساتھ میں آپکے پاس پہونچ سکتا ہوں جن سے آپکے دل میں طمانیت ہو لیکن حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں جب یہ جانگاہ خبر پہونچی ہے تو حضور نے مجھے حکم دیا ہے کہ ان کیطرف سے میں آپ کو خط لکھوں جس سے آپکے دل کو اطمینان اور آرام حاصل ہو۔ ایسے جوان خوبصورت ہونہار فرزند کی جدائی ایک بہت بڑا صدمہ ہے اور اس کا برداشت کر لینا ہر ایک شخص کا کام نہیں لیکن ایک تازہ واقعہ اسی قسم کا یہاں بہی ہو چکا ہے۔ اور وہ آپکے امام اور ہیر کے گھر میں ہوا ہے میں دیکھتا تہا کہ حضرت اقدس کو میاں مبارک احمدؐ کے ساتھہ جسقدر محبت تہی۔ آپ کو خود معلوم ہوگا اور اس کی وفات ایک سخت صدمہ تہا لیکن حضرت نے کیا خود بیوی صاحبہ نے اس صبر کے ساتھہ اس صدمہ کو برداشت کیا۔ فرمایا۔ جب خدا کی اس میں رضا ہے۔ تو میں خدا کو راضی رکھنا چاہتی ہوں۔ خواہ ہزار مبارک احمدؐ وہ لے سو میرے پیارے آپ کا عزیز آپ کو بہت عزیز تہا پر خدا نے اس کو لیا اور آپ کی پیاری چیز اس نے لے لی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ جب تک کہ تم اپنی پیاری چیزیں خدا کے راہ میں نہ دو۔ تم بہلائی کو پا نہیں سکتے۔ خدا بڑا قادر اور حکیم ہے۔ اس نے آپ پر ایک ابتلا وارد کیا ہے اور اس کا فضل خالی از حکمت نہیں اور ابتلاء ایک بڑے انعام کو اپنے ساتھہ لاتا ہے۔ ابتلاء گذشتہ گناہوں کو بخشواتا ہے۔ اور آئیندہ کیواسطے نعمتوں کا دروازہ کھولتا ہے حضرت ایوب علیہ السلام کے درجنوں بیٹے ہلاک ہوئے پر اس نے صبر کے ساتھہ سب کچھ پایا۔ اور پہلے سے بہی بڑہکر پایا خدا تعالےٰ نے آپ کو ایک بڑا موقعہ دیا ہے کہ آپ اس کی رضا کو حاصل کریں۔ کیونکہ دنیا میں سب سے پیاری شے جو آپ کی تہی وہ اُس نے لے لی اور آپ سے مانگے بغیر لے لی۔ کیونکہ وہ مالک ہے پس آپ اپنے مالک کو خوش کریں اگر وہ خوش ہو گیا تو پھر کوئی غم نہیں۔ بلکہ خوشی ہی خوشی ہے۔

میرے خیال میں بہتر ہوگا کہ اب آپ تین ماہ کی رخصت حاصل کر کے وطن کو آجاویں۔ آپ کو گئے ہوئے بہی بہت عرصہ ہو گیا ہے۔ خدا آپ کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ آمین۔

آپکا خادم محمدؐ صادق عفی اللہ عنہ قادیان۔
۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء

اس خط کو لکھ کر مَیں نے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا کہ حضور اپنے دست مبارک سے بہی چند سطریں لکھدیں۔ تا کہ بابو صاحب کے مُردہ دل کیواسطے موجب زندگی ہوں۔ جسپر حضور نے مفصلہ ذیل چند سطور ارقام فرمائیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سُنّت اللہ اسی طرح سے جاری ہے کہ جب کسی پر مصیبت نازل کرتا ہے تو بعد میں اُس کیلئے کوئی آرام اور خوشی کا بہی سامان کر دیتا ہے سو مناسب ہے کہ پوری استقامت کے ساتہہ خدا تعالےٰ پر توکل کریں خدا تعالیٰ اور اولاد دیدیگا ان مُصیبتوں سے دنیا میں کوئی خالی نہیں۔ آخر ہر ایک شخص صبر ہی کرتا ہے لیکن صبر وہی خدا تعالےٰ کے نزدیک قبول ہوتا اور قابل اجر ہوتا ہے جو تازہ مصیبت کے وقت کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ مبارک وہ لوگ کہ جو اس کی قضاء و قدر کی تلخی پر صبر کرتے ہیں۔ والسّلام

میرزا غلام احمدؐ۔

مباہلہ

پیارے اڈیٹر۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مندرجہ ذیل مضمون کو اخبار گوہر بار میں شائع فرما کر ممنون فرماویں۔ والسلام

خادم۔ ماسٹر عبد العزیز احمدی اسسٹنٹ سکرٹری انجمن احمدیہ انبالہ چہاونی

آج واقعہ ۵ جنوری ۱۹۰۷ء کو تین بجے (ظہر اور عصر کے درمیان) فیما بین بابو محمد یوسف صاحب ٹھیکیدار اور حافظ محمدؐ ابراہیم صاحب برادر حقیقی خود حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کی نسبت مسجد کلاں واقعہ توپخانہ بازار میں مباہلہ ہوا۔

حاضرین بابو عطاء اللہ صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ٹرنسپورٹ انبالہ اور خادم از جماعت احمدیہ۔ غیر احمدی جماعت میں سے علاوہ ایک کثیر اژدہام کے مرزا سجاد حسین صاحب بابو عبد الغنی صاحب اور اللہ دیا ٹھیکیدار موجود تہے۔

بابو محمدؐ یوسف صاحب نے حضرت اقدس کے دعاوی مہدویت اور عیسویت کی تصدیق فرما کر دعا کی کہ اگر ہمارا یہ سلسلہ احمدی اللہ تعالیٰ کیطرف سے نہیں ہے تو اللہ تبارک و تعالےٰ مجھہ کو فریق ثانی کے حین حیات میں ہلاک کر دے جماعت احمدیہ کے ممبروں نے آمین کہی۔

حافظ محمدؐ ابراہیم صاحب نے فرمایا کہ مَیں مرزا کو ان کے تمام دعووں میں مفتری اور کاذب سمجھتا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ وہی مسیح ابن مریم جو اس وقت عنصری وجود کے ساتہہ آسمان پر زندہ ہے آئیگا

تفسیر القرآن

خدا تعالیٰ کے ان مبارک لوگون سے جنھین قرآن مجید مین تدبّر کرنے کی توفیق دی جاتی ہے اور جنھین فرقان حمید کے معانی سمجھنے کے لئے فہم سلیم دیا جاتا ہے۔ میرے مخدوم و مکرم مولوی سرور شاہ صاحب بھی ہین۔ آپ نے ایک تفسیر لکھنی شروع کی ہے جو حقائق و معارف کی پیاسی قوم کے لئے انشاء اللہ آب حیات کا کام دینے والی ہے۔ یہ تفسیر ریویو کے ساتھ ماہوار اور اب سہ ماہی شائع ہوا کرے گی۔ اگرچہ مولانا موصوف کی یہ تفسیر سراپا نورٌ علیٰ نور ہے۔ مگر زمانہ حال کی ضرورتون کے موافق دو باتون کا خاص خیال رکھا جاتا ہے ایک تو یہ کہ یون تو سب مسلمان کہا کرتے ہین قرآن مجید فصیح بلیغ ہے۔ مگر بہت کم مفسرین ہین جنہون نے اسے ہر آیت مین ثابت کیا ہے اور یہ بتایا ہے۔ کہ اس آیۃ مین جو یہ لفظ اختیار کئے گئے ہین اور مراد کے اظہار کیلئے یہ اسلوب کلام جو رکھا گیا ہے۔ تو اس مین یہ حکمتین اور یہ خوبیان ہین۔ مولانا مکرم نے اس بات کو بہت مدنظر رکھا ہے جسے پڑھ کر ایک خاص لذّت حاصل ہوتی ہے۔ دوم عام طور سے یہ بات آجکل جنٹلمین پارٹی مین اور دیگر مذاہب کے نادان معترضون مین پھیلی ہوئی ہے۔ کہ قرآن ایک مربوط کلام نہین۔ پہلی آیۃ کو دوسری سے کوئی علاقہ نہین ہوتا۔ مولویصاحب نے اس اعتراض کو عملی رنگ مین اُٹھایا ہے اور ثابت کر دیا ہے۔ کہ پہلی آیت دوسری آیت سے اور پہلا رکوع دوسرے رکوع سے ضرور ربط رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض آیات کے معانی کے بیان مین وہ زور طبیعت دکھلایا ہے۔ کہ پڑھنے والا عش عش کر اٹھتا ہے۔ اور بے اختیار مونہہ سے نکلتا ہے۔ کہ بس یہی معنے تھے۔ جو اس مرد خدا نے بیان کر دئے۔ مین اورون کی نہین کہتا اپنی کہتا ہون۔ کہ بعض نکات پر دل کے تواجد و تراقص کو ضبط نہین کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ مولانا کی طبیعت نہائت آزاد (آجکل کی آزادی نہ سمجھی جائے) واقع ہوئی ہے وہ پہلے حضرت علامہ نورالدین صاحب یا دیگر مفسرین کے اقوال لکھتے ہین پھر اپنی رائے اگر اس کے خلاف ہو تو بلا تامّل لکھدیتے ہین۔ واقعی یہ ایک ایسا جوہر ہے جو بہت کم لوگون مین ہوتا ہے۔ اسلام کے تنزل کے اسباب مین سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس کے علماء مین تقلید کا مادہ پیدا ہوگیا۔ اور جب سے یہ ست بجنی بھوت ہم مین گھس آیا۔ ہمین نہ دین کا رکھا نہ دنیا کا۔ صرف ایک مامور من اللہ ہی ہے جسکا حق ہر کہ اسکے آگے اپنی رائے کے ہتھیار کو رکھدیا جاوے باقی کسی کے لئے یہ حق محفوظ نہین۔ سخت افسوس ہے کہ باوجود ان خوبیون کے قوم کی توجہ ابھی اس طرف بہت کم ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے۔ بعض اصحاب کو ابھی یہ خبر ہی نہین کہ کوئی ایسی تفسیر شائع ہو رہی ہے۔ اب مین دیکھتا ہون کہ بدر کے خریدارون مین سے کتنے اصحاب اس روحانی فائدہ کو لینے کے لئے بڑھتے ہین۔ تفسیر کے متعلق یہ عرض کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ حجم اشاعت لوگون کو مایوس کرنیوالا ہے اسطرح تفسیر کسی کی زندگی مین ختم نہین ہوسکیگی اگر مولوی سرور شاہ صاحب ایک ترجمہ قرآن مختصر نوٹون کے ساتھ پہلے لکھدین۔ جس مین ان کے معلومات بالاجمال آجاوین اور یہ تفسیر آہستہ آہستہ اپنے طور پر اس سے کھلی یا زیادہ شرح و بسط کے ساتھ چلی جائے۔ تو بہت خوب ہو۔ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ قادیان سے جو اسلام کا مرکز ہے اب تک ایک مترجم قرآن مجید بھی شائع نہ ہوسکے ہمارے شیخ یعقوب علی صاحب بڑے باہمت آدمی ہین مگر وہ بھی اب ہمت ہارتے جاتے ہین۔ شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ شائع کر دینا کوئی بڑی بات نہین۔ چودہوین صدی تک ترقی

خیر الامور اوسطہا

ہر امر مین اعتدال نہایت ضروری ہے جیسے دن بھر چارپائی پر لیٹے رہنا جسمانی صحت کے لئے مُضر ہے ایسے ہی سارا دن کھیلتے رہنا بھی ضرر رسان ہے بہت کھیلنے سے مزاج مین آوارہ گردی پیدا ہوتی ہے اور ذہنی ترقی بالکل مسدود ہو جاتی ہے۔ انسان کی زندگی کا یہ منشا نہین کہ وہ بہائم کیطرح کھانے پینے سونے سے کام رکھے اور پھر ان کامون سے جو وقت بچے وہ سب کھیلنے مین لگادے اس خیال سے کہ میرا جسم موٹا ہو جائے۔ کیونکہ موٹا ہونا کوئی فخر کی بات نہین اگر موٹاپے کو افضیلت مین دخل ہوتا۔ تو ہاتھی گینڈا بجائے انسان کے اشرف المخلوقات ہوتے پھر یہ بھی یاد رہے کہ بہت کھیلنے سے انسان کا جسم مضبوط نہین ہوتا۔ جن لوگون نے سینڈو کی ہدایات کو پڑھا ہے وہ جانتے ہین کہ ریاضت کو اگر خاص وقت خاص طریقہ سے کیا جائے اور آہستہ آہستہ بڑھایا جائے۔ تو جسم کے حق مین بہت مُفید ہے۔ پس صبح اُٹھتے ہی کھیل مین مشغول ہو جانا اور پھر اسی بے ہودہ دھن مین شام کر دینا سوائے اس کے کچھ فایدہ نہین دیتا کہ مزاج مین وحشت پیدا ہو جائے۔ پھر کسی علمی فکر مین طبیعت نہین لگتی جو لوگ اپنی پوزیشن کو سمجھتے ہین کہ ہم آنے والے زمانے مین کسی قوم کے لئے نمونہ بننے والے ہین وہ اپنی رُوحانی و علمی ترقی کا زیادہ خیال رکھتے ہین۔ واللہ الھادی

(اکمل)

مسجد مبارک مین ایک کلاک کی ضرورت

زمانہ موجودہ مین جو ایجادین ہوئی ہین اگر انہین دین کی خادم بنالیا جائے۔ تو میرے خیال مین اس سے بہتر کوئی بات نہین ہوسکتی۔ کون مسلمان نہین جانتا کہ قرآن مجید مین ان الصّلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً وارد ہے یعنی نمازون کیلئے خاص اوقات مُقرّر ہین اس سے وقت کی پابندی کا سبق بھی ملتا ہے کیا اچھا ہو کہ مسجد مبارک مین ایک خوشنما صحیح چلنے والا کلاک لگا دیا جائے۔ جس سے وقت کی دریافت مین مدد ملتی رہیگی۔ ضرورت تو بہت ہے۔ اب دیکھا جاتا ہے کہ یہ سعادت کس کے حصّہ مین آتی ہے اور کون صاحب استطاعت سابق بالخیرات اس کار خیر مین سب سے پہلے حصّہ لیکر ثواب لیتا ہے۔ تاکہ ان کی یاد دلانے والا نشان نمازیون کے پیش نظر رہ کر دعا کی تحریک کرتا رہے۔ (اکمل)

نلکہ کی ضرورت

پچھلے دنون مسافر خانہ مین ایک نلکہ کی ضرورت پیش کیگئی تھی۔ واقعی صبح کیوقت سرد پانی کی تکلیف اُٹھانیوالے اس تجویز کی اہمیّت کو خوب سمجھتے ہین۔ مہمانون کیلئے اسکی بہت ضرورت ہے۔ انتظار ہے کہ اس کے متعلق کیا کارروائی کی جاتی ہے (اکمل)

شرمناک غلطیان

مسلمانون نے جب سے اپنی مذہبی زبان کی طرف توجہ چھوڑی ان سے مذہب بھی جاتا رہا بعض ایسی ایسی فاش غلطیان اسلامی اخبار اور بعض معزز مسلمان کرتے ہین کہ دیکھ کر طبیعت مکدر ہو جاتی ہے۔ اور دل ہی دل مین کہا جاتا ہے کہ الٰہی مسلمانون پر کبھی یہ زمانہ بھی آنا تھا جو معمولی الفاظ کو صحیح نہ لکھ سکین گے۔ عید اضحےٰ کو کئی ایسے اخبارون مین جو اسلامی کہلاتے ہین یا جن کے اڈیٹر مسلمان ہین ناظرین نے عید الفحےٰ لکھا ہُوا دیکھا ہوگا۔ ایسا ہی محمد رسول اللہ کو حماقت سے محمد الرسول اللہ اور السلام علیکم کو السلام و علیکم لکھتے ہین معلوم ہوتا ہے۔ کسی عربی خط مین تیمم کی پیش نے واؤ

کا دہوکہ دیا ہے۔ اب انگریزی یہان تک گھر کر گئی ہے۔ کہ محمدن کالج کو بھی محاڈن کل لج لکھتے ہین۔ شرم! یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ ذالک مبلغہم من العلم اور خاتم الخلفار سید الاولیاء سے مقابلہ کرنے کو تیار۔ ع

ایاز قدر خود بشناس (اکمل)

آجکل کے صوفیون کے راز

صوفیانہ ذکر مین یہ شرائط ہین کہ مضغہ قلب کیطرف توجہ رکھین اور اس کی حرکت سے لفظ اللہ سمجھین اور حبس نفس یا کم سے کم حصر نفس کی ضرورت ہے ساتھہ ہی تصور شیخ یا صورت مکتوبی زرین اسم الذات بھی ہو اور ہیئات نشست مربع باین شرط کہ انگوٹھا شریان زانو پر رہے۔ آنکھین بند اور اس طرح بھی قلب مین حرارت محرکہ نہ پیدا ہو۔ تو پاس انفاس کیا جائے بلکہ ذکر جہر کا الٰہ الا اللہ بشرائط تصور پیر و تخییل نفی ماسوا اور ضرب الا اللہ علی القلب وغیرہ وغیرہ پہلے پہل باتعداد تسبیح پر ہونا چاہیئے۔ پھر صرف "الا اللہ" بالمضاعفہ۔ پھر محض اللہ اللہ گو کلام غیر مفید یا بے معنی ہوتا جائے۔

یہ کوئی سنت احمدیہ اور اتباع نبی کریم نہین ہے اور نہ آثار صحابہ مین ان اذکار اور وظائف اور اشغال کا نام و نشان ہے۔ یہ قواعد ہین علم یوگ یا مسمریزم و علم قوائے روحانیہ کے جو قدیم سے رائج ہین اور انہی سے مستنبط ہین۔ یہ شرائط ہی راز کی باتین ہین جن کے ساتھہ ذکر لگا کر یہ دہوکہ دیا گیا ہے۔ کہ گویا قلب کا جاری ہونا اور معمول اور میڈیم یعنی مُرید کا متاثر ہونا پیر و مرشد کی کرامات سے ہے۔ حالانکہ مسمریزم مین یہ عام رواج ہو رہا ہے۔ اور صوفیون کی کرامات طشت از بام ہو چکی ہین۔ جن لوگون پر یہ راز منکشف ہو گیا ہے وہ ان لوگون سے برگشتہ ہوئے۔ یہ کوئی بڑی بات نہین غضب ہے تو یہ ہے کہ جہان کے معتقد ہین۔ وہ اعمال صالحہ مسنونہ صوم و صلوٰۃ اور قرآن تدبر سے پڑھنے اور ہر کام مین اتباع النبی الکریم کرنے کو لغو جانتے ہین۔ بعض تو شریعت کو ایک لعنت سمجھ کر تارک الصوم والصلوٰۃ ہو گئے اور ربقہ شرع سے باہر نکل گئے اور بعض بلحاظ اسلام و مسلمین حضرت خاتم النبیینؐ کے باندہے ہوئے قانون سے باہر نکلنا موجب عار جانتے ہین یا اعتقادی رنگ مین باعث عذاب و عتاب آخرت مانتے ہین۔ لیکن ان اعمال مسنونہ کو وصل باللہ یا لقاء الٰہیہ کا موصل ہرگز نہین جانتے۔ یہی سبب ہے۔ کہ نمازون کو سنوار سنوار کر اور قرآن کریم تدبر سے نہین پڑہتے اور وظائف کو بھی بلحاظ ترجمہ و مضامین نہین پڑھتے۔ صرف ان کا یہی مذہب ہے۔ کہ فنا فی الشیخ کے لئے اس کا تصور اور اس کا فرمودہ وظیفہ کرتے رہنا چاہیئے۔ حتےٰ کہ اپنے آپ کو عین مرشد یا اس کا مظہر جان کر اس کے اعمال سے متلبس ہو جائے اور بے تکلف یہ کیفیت اس کے دل مین سما جائے۔ بعینہ جیسے بُت پرست کرتے ہین۔ چونکہ یکسوئی خیال سے کچہ صفائی بھی انہین حاصل ہو جاتی ہے اور کچہ خوابین دیکھ لیتے ہین پھر آگے ترقی کرتے ہین اور فنا فی الرسول کی منزل یون طے کر لیتے ہین کہ صورت پیر کو مظہر محمدؐ جانتے ہین اور اس کو بجائے رسُول بنا کر اس کا تصور نبی ٹھہرا کر کرتے ہین۔ اور خاتم النبوت کے صفات کا خیال اور تصور ... اپنے آپ پر جماتے ہین۔ حتیٰ کہ انا محمدؐ کی حالت اُن پر طاری ہو جاتی ہے پھر فنا فی اللہ انھین آسان ہے کیونکہ مطابق مذہب وحدت وجودیون کے بشکل انسان مین خدا تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ انا احمدؐ بلا میم انا عرب بلا عین۔ اور ایسی ملحدانہ باتون کا تصور اور پے درپے تفکر کرکے اپنے آپ کو عین اللہ جاننے لگ جاتے ہین۔ پس اپنے وجود کی نفی یون کر لی۔ کہ یہ وجود میری ہستی نہین بلکہ خدا ہی کی ہے بلکہ سارا جہان عین ذات ہے۔ معاذ اللہ من ہذہ العقیدہ

پس ان وجودیون اور دہریون مین چندان فرق نہین وہ بھی کائنات کو ہی اپنی ذات کا خدا مانتے ہین۔ کہ یہ سب صفات اور خاصیات مادہ ہی کی ہین یعنی قدرت اور صنعت الٰہی سے جو عجائبات صنائع ان ذرات یا مادہ کی ذات مین ظاہر ہین سب ان کے اپنے ہی خواص ہین۔ روحانی جسمانی قوے اور خاصیات کا منبع یہی وجود ہے۔ جو اصل اس کائنات کا ہے ایسا ہی وجودی بھی کہتے ہین کہ خدا کوئی الگ چیز نہین ہے اس عالم کا اصل ایک ہستی ہے جو اطلاق سے بھی مطلق ہے یعنے یہ نہین کہ تعینات کا اصل جو کہ ان قیود و افراد سے مطلق ہے۔ وہ خدا ہے اور یہ تعینات خدا نہین بلکہ اطلاق اور قیود و تعینات سے مطلق ہے یعنی اشکال مختلفہ مین بھی اور ہیولانی حالت مین بھی خدا ہی خدا ہے اسی بناء پر ہمہ اوست کا مذہب مبنی ہے بعض کہتے ہین۔ کہ اصل سب کا وہ ہے مگر ان کا اصل "ہمہ اوست" اس طرح ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جب تعینات کی قید اور اطلاق کی قید سے باہر ہوا تو وہ صرف تصوری ہستی ہوئی نہ کہ موجود غرض یہ صوفی اسلام کا لباس پہنے ہون یا غیر اسلامی ہون ان سے جو منافع یا مضار یا مکاشفے ظاہر ہوتے ہین۔ سب قواعد یوگ پر مبنی ہین۔ یکسوئی خیالات اور تصور جمانا اور عقد ہمت اور ارادہ اور ایسے اور کئی امور ان کا راز ہین۔ کفر و اسلام سے کوئی غرض نہین۔ دہریہ ہو کر کوئی ان قواعد پر چلے تو ایسی کامیابی کا سونہہ دیکہہ سکتا ہے مگر ان باتون سے اللہ تعالیٰ جو وجودیون اور مشرکون کے عقائد کے خلاف ایک الگ ہستی اور اعلیٰ وجود ہے راضی نہین ہوتا۔ اسکی رضامندی کی علامات دنیا مین اجابت دعوات اور پیشگوئیون کے وقوعات اور نصرۃ اور برکت جاریہ سارے ہین اور وہ خوارق عادات جو کہ عادت اللہ منصوصہ کی حد کے اندر ہون جو وجودیون سے کبھی سرزد نہین ہوتے خصوصاً بہ مقابلہ احیاء اللہ و اولیاء اللہ ائمہ و خلفائے دین متین جن کی مشق اور ہمت بجز اتباع النبی اور تمسّک بالسنۃ النبویہ کے اور کچہ نہین ہوتی۔

فقیر امام الدین عفی اللہ عنہ (اگوکی)

ایڈیٹر کی ذمہ داری

ایک ایڈیٹر کی حالت کس قدر نازک ہوتی ہے یہ امر ایڈیٹری کی میز پر بیٹھ کر ہی معلوم ہوتا ہے۔ ایک ہی ڈاک مین کئی خطوط اس کو موصول ہوتے ہین ایک طرف سے تو ایک صاحب کوئی مضمون اپنے مذاق کے موافق پا کر اس کی تعریف مین زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہین دوسری طرف ایک اور حضرت ہین جو یہ کہہ کر کہ اخبار بالکل ردی ہے اسکی تمام محنت پر پانی پھیر دیتے ہین اور نہین سمجھتے کہ ہزار دو ہزار اصحاب کے مذاق کے موافق ایک اکیلی جان کیا کر سکتی ہے اس کشمکش سے نکلنے کے لئے کیا ہی عمدہ اصل ہے جو ہمین اپنے امام ہمام کی معرفت ہاتھ آیا ہے کہ سب کام اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کرنے چاہئین۔ واقعی جو لوگ یہ کہتے ہین وہ مزے مین رہتے ہین نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی پروا۔ نہ سہی گر میرے مضمون مین لذت نہ سہی

ایک خط اٹاوہ سے آج کی ڈاک مین آیا ہے ہم ایسے خطوط کے اندراج سے ہمیشہ پہلو تہی کیا کرتے ہین مگر چونکہ یہ ایسے شخص کی رائے ہے جو خود ایڈیٹر ہے اسلئے درج کر دیتے ہین۔

مخدومی مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار بدر نمبر۳... آج موصول ہوا اس پرچہ کو دیکھنے سے طبیعت نہایت خوش ہوئی خدا کرے اسحالت سے جواب اخبار کو حاصل ہوئی ہے یہ اخبار تنزل نکرے بلکہ روز افزون ترقی پکڑے مجھ کو تو اخبار بدر والحکم سے ایسی دلچسپی ہو کر دارالامان سے یہ اخبار نکلتے ہین اور اس مین ہمارے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات و کلمات طیبات ہوتے ہین اس لئے اگر ہفتہ مین ایک دفعہ بھی ان اخبارون کا نکلے تو بھی ہم اس کو سر آنکھون پر رکھکر خدا کا شکر ادا کرین گے اور جو قیمت ہم سے ہو سکیگی بطیب خاطر ادا کرین گے مگر غیر احمدیون کیلئے دل چاہتا تھا کہ اخبار کی حالت مین ترقی ہو سو خدا کا شکر ہے کہ اب ہم اخبار کو واقعی اخبار کہہ سکتے ہین اور فخر کے ساتھہ غیر احمدیون کو دکھلا سکتے ہین۔ مفصل پھر۔ والسلام۔ راقم صادق حسین مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ۔

مقدّس شاعری

(نظم منظومہ میاں محمود احمد صاحب)

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے

خبر لے اے مسیحا درد دل کی
ترے بیمار کا دم گھٹ رہا ہے

دل آفت زدہ کا دیکھ کر حال
مرا زخم جگر بھی ہنس رہا ہے

کسی کو بھی نہیں مذہب کی پروا
ہر اک دنیا کا ہی شیدا ہوا ہے

بھنور میں پھنس رہی ہے کشتی دین
تلاطم بحر ہستی میں بپا ہے

سروں پر چھا رہے ہیں ابر ظلمت
اسی سے جنگ ہے جو ناخدا ہے

خدایا اک نظر اس تفتہ دل پر
کہ یہ بھی تیرے در کا اک گدا ہے

غم اسلام میں ہے جاں بلب ہوں
کلیجہ میرا منہ کو آ رہا ہے

ہمارے حال پر ہنستی ہے گو قوم
ہمیں پر اس پہ رونا آ رہا ہے

مسیحا کو نہیں خوف و خطر کچھ
حمایت پر تلا اس کی خدا ہے

ہوئے ہیں لوگ دشمن امر حق کے
اسی کا نام کیا صدق و صفا ہے؟

حیات جاوداں ملتی ہے اس سے
کلام پاک ہی آب بقا ہے

مرے عیسیٰ سے مردے جی اٹھے ہیں
جو اندھے تھے انہیں اب سوجھتا ہے

ذرا آنکھیں تو کھولو سونے والو!
تمہارے سر پہ سورج آ گیا ہے

زمین و آسماں ہیں اس پہ شاہد
جہاں میں ہر طرف پھیلی وبا ہے

مرا ہر ذرہ ہو قربان احمدؐ
مرے دل کا یہی اک مدعا ہے

اسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یاد یار میں بھی اک مزا ہے

مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
مرا معشوق محبوب خدا ہے

سنو اے دشمنان دین احمدؐ
نتیجہ بد زبانی کا برا ہے

کساں کو اک نظر دیکھو خدارا
جو بوتا ہے اسی کو کاٹتا ہے

نہیں لگتے کبھی کیکر کو انگور
نہ حنظل میں کبھی خرما لگا ہے

لگیں گو سینکڑوں تلوار کے زخم
زباں کا ایک زخم ان سے برا ہے

شفا پا جاتے ہیں وہ رفتہ رفتہ
کہ آخر ہر مرض کی اک دوا ہے

خزاں آتی نہیں زخم زباں پر
یہ رہتا آخری دم تک ہرا ہے

ہمارے انبیاء کو گالیاں دو
پھر اس کے ساتھ دعوی صلح کا ہے

گریبانوں میں اپنے منہ تو ڈالو
ذرا سوچو اگر کچھ بھی حیا ہے

ہماری صلح تم سے ہوگی کیونکر
تمہارے دل میں جب یہ کچھ بھرا ہے

محمدؐ کو برا کہتے ہو تم لوگ
ہماری جان و دل جس پر فدا ہے

محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے
محمدؐ جو کہ محبوب خدا ہے

ہو اس کے نام پہ قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہ ہر دو سرا ہے

اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکین
وہی آرام میری روح کا ہے

خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا
وہی اک راہ دین کا رہنما ہے

پس اس کی شان میں جو کچھ ہو کہتے
ہمارے دل جگر کو چھیدتا ہے

مزا دو بار پہلے چکھ چکے ہو
مگر پھر بھی وہی طرز و ادا ہے

خدا کا قہر اب تم پر پڑیگا
کہ ہونا تھا جو کچھ اب ہو چکا ہے

چکھائے گی تمہیں غیرت خدا کی
جو کچھ اس بدزبانی کا مزا ہے

ابھی طاعون نے چھوڑا نہیں ملک
نئی اور آنے والی اک وبا ہے

شرارت اور بدی سے باز آؤ
دلوں میں کچھ بھی گر خوف خدا ہے

بزرگوں کو ادب سے یاد کرنا
یہی اکسیر ہے اور کیمیا ہے

سخن معقول از حامد سیالکوٹی

اگر حق را تو داری اعتبارے
بگویم با تو سخن استوارے

تو قائل شو بمرگ ابن مریم
رہا کن جان خود از انتظارے

نہ رفتہ بر فلک نے انساں کر گوئی
نہ باز آید بہ این ملک و دیارے

یقین ست اینکہ او مرفوع بحق شد
نہ از جسمے مگر بد جانسپارے

فنا شد جسم او در خدمت یار
پرید او روح او سوئے نگارے

مقام رفعتش چرخ چہارم
بکشمیرش خدا کردہ مزارے

مقامے ہست مردان خدا را
بہ نزدیک خدا عز و وقارے

اگر فہمی تو شان انبیاء را
بہ بینی رفع ہر والا تبارے

نہ مخصوص ست رفعت با مسیحا
نبیاں را ہمیں باشد شعارے

شدہ بر فلک ہشتم رفع موسیٰ
ہمیں شد رفعت او را مدارے

بہ یحییٰ بیں کہ بنشستہ بہ عیسیٰ
بہ چارم چرخ بردو را قرارے

یقین آری اگر بر موت یحییٰ
بگو بر مرگ عیسیٰ آرے آرے

کہ جسم عنصری یا جسم روحی
نہ ہم صحبت شود نے دوستدارے

بہ بیں بگذشت زیں نہ شنید افلاک
ابو القاسم محمدؐ کامگارے

مقام رفعتش عرش معلیٰ
رسانیدش کجا پروردگارے

رسید آنجا کہ نرسیدہ نبی ہیچ
چہ عبدے عاشق آں کردگارے

بود عرش مجیدش متکائے
شدہ یکراں براقے را سوارے

بظاہر مرقدش خاک مدینہ
بباطن مرکزش شد عرش بارے

گواہ آمد بریں آں دخت صدیق
کہ بود او را انیس و غمگسارے

ہمیں ست اے فتا بس سخن معقول
بگفتم گر تو ہستی ہوشیارے

پناہ درکار ہے مجھ کو خدا کی
ز شیطان الرجیم بے حیا کی

بھروسہ ہے فقط نام خدا کا
بڑا جو مہرباں ہے رحم والا

زلزلہ بخارا

اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا وقائع نگار سینٹ پیٹرزبرگ متحمل ہے۔ کاراتاغ اور دیگر حصص بخارا سے یہاں زلزلہ حال کے بعض نہایت ہی خوفناک تفصیلی حالات سننے مین آسئے ہین چونکہ یہ بیانات اُن چند لوگون کے ہین جو زلزلہ کے بعد زندہ باقی رہ گئے اس وجہ سے نہایت اعتبار کے قابل ہین اور ان کو سُن کر سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ کسی مہذب جماعت پر اس سے زیادہ خوفناک مُصیبت اور کیا پڑ سکتی ہے لوگ زندہ درگور ہوگئے۔ جل کر مر گئے ان کے ہاتہہ پاؤن کٹ گئے اور اسی حالت مین ہلاک ہوئے یا بھوکون مر گئے یا اس بات کیلئے زندہ بچگئے کہ انواع اور اقسام کی درد و تکلیف اور ایذا برداشت کرنے کے بعد ہلاک ہو جائین۔ ایسی دہشت انگیز وحشت خیز حالت اب تک کسی کے دیکھنے مین نہ آئی ہوگی۔ مصنف کتاب جہنم نے جو تخیلات اپنی کتاب مین درج کئے ہین وہ پیش نظر ہوگئے۔

کاراتاغ ملک بخارا مین وسط ایشیاء کا نہایت آباد اور خوشحال شہر ہے یا کسی زمانہ مین تھا وہ ایک ریاست کا صدر مقام تھا جو روس کی خراجگذار تھی۔ آمو دریا کی شاخ جو دریائے سرخان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی کے کنارے یہ شہر واقع تھا اور جس طرح اہل اسپین کی بہادری ظاہر ہونے کے قبل ٹولیڈو کی حالت تھی۔ اسی طرح یہ مقام بھی فولادی تلوارون کے لئے مشہور تہا۔ کاراتاغ کا بنا ہوا خنجر۔ چھُرا یا تلوار شاہزادون اور رئیسون کو تحفہ کے طور پر دیا جاتا تہا۔ ریشمی سوتی اور اُونی کپڑا بھی یہان کثرت سے تیار ہوتا تہا۔ ایک خاص قسم کا کپڑا الاچہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو صرف حسین عورتین اور بہادر سپاہی پہنتے تھے۔ یہ مقام سطح سمندر سے تین ہزار فیٹ کی بلندی پر ہے اس وجہ سے خاص صدر مقام ریاست یعنی حصار سے یہان کی آب و ہوا بہت اچھی ہے حصار کے امراء اور رؤسا گرمی کے زمانہ مین جا کر وہان قیام کرتے ہین ابھی تک مقام مذکور مین بخار کی شدت ہوا کرتی ہے اس حادثہ کے واقع ہونے کے قبل وہان بارہ سو مکانات پائے جاتے تھے سب تو کاراتاغ ایک بہت بڑا قبرستان ہوگیا ہے جہان چار ہزار کے قریب وہ آدمی مدفون پڑے ہین جو آج کے چند روز پیشتر زندہ تہے اور کاروبار کرتے تہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ آس پاس کے دوسرے قصبات اور دیہات کے گیارہ ہزار آدمی تلف ہوگئے۔ (ت ح)

اسرار حسن و صحت

یہ ایک رسالہ جناب محمد عمر صاحب جذب لکھنوی نے تالیف فرمایا ہے جس مین حسن پیدا کرنے کے طریقے درج ہین۔ مولف صاحب نے آخر مین تبلا دیا ہے کہ اس کا بہت کچھ حصہ ترجمہ ہے اور ترجمہ بھی ولائت کے نامور پروفیسر بوائیڈ لین باٹ کی تصنیف کا مگر اس مین بہت سے امور زائد کئے گئے ہین۔ ترجمہ کر نہین اگر کوئی خوبی ہے تو یہ ہے کہ پڑھنے والا صرف عبارت سے یہ معلوم نہ کر سکے۔ کہ یہ کسی کتاب کا ترجمہ ہے۔ ہم اپنے مہربان کو مبارکباد دیتے ہین۔ کہ وہ اس مین کامیاب ہوئے ہین سب سے زیادہ مُسرت مجھے جس بات سے اس کتاب کو پڑہکر ہوئی وہ یہ ہے۔ کہ جہان کوئی حفظ صحت کا اصل آپ نے لکہا ہے۔ جو متفق علیہ ہے تو ساتھ ہی یہ بہی جتا دیا ہے۔ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سو برس پہلے یہی فرما چکے ہین۔ واقعی متمدن و مہذب قومون مین اشاعت اسلام کا ایک یہ طرز بھی ہے۔ ایسی باتون سے بعض طبائع بہت متاثر ہوتی ہین۔ کتاب کا حجم ۱۰۴ صفحہ کاغذ چکنا۔ چھپوائی اچھی۔ قیمت ۸ ر۔ غالباً محمد نثار حسین صاحب مہتمم قومی پریس و پیام یار لکھنو سے ملسکتی ہے۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

آل انڈیا سودیشی کانفرنس مین لالہ لاجپت رائے کا یہ فقرہ غالباً بعض آریہ مہاشون کو جو محض مسلمانون کو متہم کرتے تھے۔ نادم کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

سب سے پہلے گذشتہ چھ ماہ کی مُصیبت کے متعلق مین یہ ماننے پر آمادہ نہین۔ کہ مسلمان ہی اس کے موجب تہے ہندو مخبر اور خفیہ پولیس والے بھی اس نام نہاد سرکشی کے یقیناً تائید کرنے اور اس کو امداد دینے والے تھے۔

ضرورت

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے ایک ایسے مدرس عربی کی ضرورت ہے۔ جو کہ عربی دینیات اور فارسی مین اچھی لیاقت رکھتا ہو۔ مڈل اور ہائی کلاسون کو تعلیم دے سکتا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔ تمام درخواستین ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے پاس معہ سندات کے آنی چاہئین۔ والسلام

ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ضلع گورداسپور

سرکار عالیہ گورنمنٹ انگریزی کا شکریہ و مزید گذارش

خدا کرے۔ کہ یہ عادل رحم دل گورنمنٹ ہمیشہ ہمارے سر پر عدل اور رحم کا سایہ رکھے۔ دو تین فصلون کے تلف ہونے پر رحم دل گورنمنٹ نے خراب شدہ دیہات کی وصولی معاملہ مین التوا کر دیا اور اکثر کو اُمید معافی کی ہے۔ ورنہ بارانی کاشت مالکان کی سخت ابتر حالت تہی، معاملہ کہان سے ادا کرتے۔ اس واسطے سرکار کی دست گیری کا شکریہ ہے پانچ چھ سال سے زمین و آسمان کا رنگ بدل گیا معلوم ہوتا ہے۔ دہوپ کم ہوگئی ہے اور سردی معمول سے زیادہ پڑنے لگ گئی ہے۔ کئی سال سے زراعت موٹھ اور تل جب ثمر پر آتی ہے۔ تو سردی سے پہل نہین لاتی۔ کماد مارے جاتے ہین۔ باغات کو خصوصاً انب کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ بعض ترکاریان تلف ہو جاتی ہین بعض اخبارات مین لکہا گیا ہے۔ کہ سورج مین بہت بڑا داغ پڑ گیا ہے جو بڑہتا جاتا ہے اور زمین رفتہ رفتہ سرد ہوتی جائیگی جسکا ثبوت پہاڑ کے متصلہ علاقہ مثلاً ضلع گورداسپور مین ظاہر ہوتا جاتا ہے۔ ہزارہا مویشی تلف ہوگئے اور اناج کی جگہ بہوکون کے پیٹ مین چلے گئے۔ طاعون سے مردم شماری بہت کم ہوگئی ہے۔ کاشتکاران کو فراہمی فصل کی اُجرت بہت دینی پڑتی ہے۔ بارانی کاشتکار بجائے منافع کے خسارہ مین رہتے ہین۔ عادل گورنمنٹ اندرونی کمزوریان رعایا پر باریک نظر سے غور کر کے دست شفقت سے اونکی دست گیری کرے۔

خیر خواہ کار و رعایا بندہ نیاز بیگ زمیندار ضلع گورداسپور

العزیز

یہ رسالہ قاضی غلام محی الدین صاحب اخگر کی ایڈیٹری مین بٹالہ سے شائع ہوتا ہے۔ قیمت سالانہ عہ حجم ۴۲ صفحہ۔ قاضی صاحب نے مختلف قسم کے مضامین مثلاً فضائل ماہ صیام۔ سوانح حضرت سرمد۔ تصوف کے خیالات حاکم و محکوم کے.....

بوسنہ اور ہرسک کی نسبت کچھ تاریخی حالات

(عربی اخبار سے بدر کے کالمون کیلئے ترجمہ کیا گیا)

دولت آسٹریا اور ہونکاریا (ہنگری) بوسنہ اور ہرسک مین برلن کے معاہدہ کے مطابق اس طور پر داخل ہوئی ہین کہ یہ دونون ملک باب عالی کی قلمرو مین رہین گے۔

لیکن اس مین شک نہین کہ بلاد عثمانیہ کا جو انجام دول خارجیہ کے عمل مین آکر ہوا ہے اس سے سخت اندیشہ ہے۔

ان ملکون مین سلطنت عثمانیہ کا وہ طرز عمل کہ جس سے یہ نوبت پہنچی ہے یا بلفظ دیگر وہ اسباب کہ جن سے یہ کچھ پیش آیا ہے وہ یہ ہین۔

بوسنہ اور ہرسک علاوہ ان قدرتی اور طبعی فضائل اور خوبیون کے کہ جن کے لحاظ سے مغربی دول کی نظرون مین اہمیت عظیم رکھتے تھے اور ہین۔ رقبے اور آبادی کے لحاظ سے بہی بڑے وسیع ملک ہین۔ اور پچھلے زمانہ کے سلاطین عثمانیہ اگرچہ جغرافیہ سے ان کی اہمیت کو نہ جانتے تھے لیکن باوجود اس کے پھر ان کی اہمیت ان کے دلون مین جاگزین تھی اور ان کی نظرین اسپر لگی ہوئی تھین کہ وہ اس کے مالک ہو جائیں اور اپنے ان جنگون کا اس کو مرکز قرار دین جو کہ وسط یورپ کے ساتھ ہوتے رہتے تھے۔ اور پہلا سلطان جو یورپ مین داخل ہوا وہ سلطان مراد اول تھا اس نے جب اورنہ کو فتح کیا تو بروسہ سے نقل کر کے اورنہ کو پایۂ تخت قرار دیا اور پھر بوسنہ ہرسک کو فتح کیا اور اس وقت بوسنہ اور ہرسک دونون ہونکاریا کے بادشاہ کے زیر حکم تھے لیکن اس وقت یہ ملک پورا پورا فتح نہ ہوا تھا بلکہ سلطان محمد فاتح نے ۱۴۶۳ء مین پورا پورا فتح کیا اور ۱۵۲۳ء تک زیر جزیہ رہا اور بعد ازان ولایات عثمانیہ کے ساتھ ملحق ہوگیا۔

جب بوسنہ اور ہرسک دونون پورے پورے فتح ہو گئے تو سلطنت عثمانیہ نے اس کے انتظام کیطرف توجہ پھیری اور وہی قدیم انتظام وہان پر قائم کیا جو کہ سلطان عثمان اول کے بیٹے سلطان [illegible] خان نے فتوحات جدیدہ کے متعلق منجملہ تنسیقات عسکریہ کے قرار دیا تہا اور وہ یہ تہا کہ جو ملک نیا فتح ہوتا تہا۔ اس کی اراضی کا کچھ حصہ فوجی افسرون کو خدمات کے صلہ مین یا ان کے امتیاز کے لئے دے دیا جاتا ہے جسکو فی زمانہ تیمار کہتے ہین۔

اور ایسی اراضی والون پر فقط یہ فرض ہوتا ہے کہ راستون کی حمایت اور نگرانی کرین یا وقت پر کچھ سپاہیون کی امداد کرین اور ابتداء ایسی اراضی والے لوگ بہت کم تھے اور علاوہ برین یہ عطیہ شخصی ہوا کرتا تہا۔ اور وراثت اس مین جاری نہ ہوا کرتی تہی لیکن بعد ازان رفتہ رفتہ اس کی بہت ہی کثرت ہوگئی اور کثرت کے علاوہ اس مین وراثت شروع ہوگئی یہان تک بوسنہ اور ہرسک مین غیر متناہی تیمار اور جاگیرین ہوگئیں اور اس کے علاوہ ان جاگیر دارون کو اپنی رعیت اور مزارعون پر اس قدر وسیع اختیارات حاصل تھے کہ مزارعون کے مال رجان وغیرہ سب پر وہ حکمران ہو گئے غرضیکہ تیمار والون کا حال ہرسک اور بوسنہ مین بعینہ ویسا ہی تہا جیسا کہ فرانس مین شورش عامہ کے پہلے اشرافون کے لئے تہا یا آئرلینڈ مین لارڈون کا تہا۔ یا کوہ لبنان مین مشائخ و امراء کے لئے گذشتہ زمانہ مین حاصل تہا اور اس انتظام سے ابتدائی زمانہ مین دولت عثمانیہ کو جنگون مین بہت بڑا فائدہ حاصل ہوا تہا کیونکہ اس انتظام سے جنگون کے وقت پر عظیم الشان باقاعدہ مسلح جرار لشکر سوائے کسی تکلیف اور مزید خرچ اور محنت کے مہیا ہو جاتا تہا اور تیمار کی طرح لشکریون سے بڑے بڑے کام کرا دیتی تہی اور تیمارون والے اپنے ملک سے دشمن کو اس طرح نہ رد کا کرتے تھے جیسا کہ ایک فوجی افسر رد کا کرتا ہے۔ بلکہ ایسا روکتے تھے جیسے کہ مالک لوگ اپنے ملک سے یا عیالدار شخص اپنے عیال سے روکا کرتا ہے۔ و غیر ذلک۔ لیکن اخیر مین جا کر یہ انتظام بڑے عظیم الشان نقصان کا موجب ٹھہرا۔ اور اس کا باعث یہ ہوا۔ کہ جاگیردار لوگ رعیت پر قابو یافتہ ہونے کے باعث بہت ہی ظلم و تعدی کرنے لگے جس سے رعایا مین سخت نفرت اور نفار پیدا ہوگیا اور اس سے اراضی کی آبادی مین بہی فرق آگیا۔ اور باشون سے رعیت کی متواتر سرکشی اور بغاوت نے سلطنت عالیہ کی مقامی طاقت اور حشمت مین بہت کچھ ضعف اور خلل ڈالدیا اور تیمارون کے انتظام کے ساتھ ساتھ سلطنت کا یہ بھی طریق تہا۔ کہ ہر ایک ملک کی حکومت کسی پاشہ کو کسی معین مقدار مال بالاقساط ادا کرنے پر دی جاتی تہی اور وہ خود مختار حاکم وہان کے قرار پاتے تھے اور وہ اپنے ذاتی فائدہ کے لئے رعیت پر بے حد گرانباری ڈالدیتے تھے اور چونکہ بہت سا لشکر بھی ان کو باقاعدہ رکہنا پڑتا تہا اور مال بھی بے شمار ان کے پاس جمع ہو جاتا تہا اور سرکشی کے بواعث ہوا کرتے ہین۔ لہذا اکثر اوقات وہ بغاوت اور سرکشی کرتے رہتے تھے۔ تو اس انتظام سے جیسا رعیت کو نقصان پہونچتا تہا۔ دولت عالیہ کو بہی سخت صدمہ لاحق ہوتا تہا۔ تو جب ایک کچھ سرکشی کر کے اپنے ارادون مین کامیاب ہو جاتا تہا یا کم از کم دولت عالیہ سرکشوں کے روکنے کے خیال سے کچھ نرمی کا برتاؤ کرتی۔ یا کسی کو باوجود سرکش ہونے کے پہر بہی اس منصب پر اس کو قائم رکہتی تو اس سے دوسرون کو بہی اس طریق کو عمل مین لانیکا شوق پیدا ہوتا اور نیا ایک دوسرا فساد برپا ہو جاتا تہا پس یہ اسباب تھے جن سے بوسنہ اور ہرسک کی حالت بہت ہی خراب ہوگئی تہی اور باب عالی پر اسکی اصلاح بالکل مشکل نہ تہی۔ تہوڑی سی تبدیلی کے ساتھ پوری پوری اصلاح ہو جاتی لیکن اعداء اور رقیبون نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر مداخلت شروع کر کے اصلاح کی کوئی سبیل باقی نہ رہنے دی۔ روس جب کہ بلقان مین اپنی دست اندازی کرنی چاہتا تہا تو اس نے بوسنہ اور ہرسک کی زمین کو اپنے بیج کے لئے بہت مناسب اور تیار پایا اور پوشیدہ پوشیدہ تخم ریزی کرنے لگا جو کہ بہت جلد اگا اور نشوونما پاگیا۔ جسکا پہل وہ عام بغاوت اور شورش ہوئی جس کو نہ کوئی اصلاح درست کرسکتی تہی اور نہ کوئی رئیس اور نہ کوئی اسلحہ۔

فریاد معلم

معلمون کی قلیل تنخواہ اور اخراجات کی کثرت کا فوٹو ان اشعار مین خوب کھینچا گیا ہے۔

باپ کہتا ہے کہ بیٹا مین ہون ہو کا رات کا
پیٹ کا ساماں کرون یا پاس تیری بات کا
مول میرا دس روپے اوقات میری دس روپے

چاہیئے گھر مین بچھونے پائجامے کرتیان
دال آٹا گھی مصالح برتن ایندھن روٹیان
ایک والد ایک ماں جن پر ضعیفی کے نشان
ایک بیوی ایک مین دو چار لڑکے لڑکیان
مول میرا دس روپے اوقات میری دس روپے

دیکھ لے بیٹا تو اپنے باپ کا حال زبون
اس پہ امید ترقی بہی قریباً ہے جنون
تذکرہ پنشن کا چھڑ جائے تو بیٹھون سرنگون
پرسش تنخواہ پر لب وائے قسمت کیا کہون
مول میرا دس روپے اوقات میری دس روپے

عجیب و غریب سیاح

یکم جنوری کو ایک شخص لندن سے دنیا کی پیادہ پا سیاحت کو روانہ ہوا ہے اس کے بشرہ پر آہنی چہرہ ہے اور وہ بچوں کی چھوٹی گاڑی ہاتھ سے دھکیلتا ہوا لے جائیگا۔ اسے اس سفر کے اختتام پر تین لاکھ روپیہ انعام ملے گا۔ جو امریکہ کا ایک ڈریتی دیگا۔ شرائط یہ ہین۔ کہ وہ اپنی اصلیت کسی آدمی کو نہین بتائیگا برطانیہ اور آئرلینڈ کے تمام اضلاع سے گذریگا اور دنیا کے بیس ممالک سے بھی گذرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ جس شہر سے گذریگا وہان سے وہ ڈاک کا ٹکٹ خرید یگا۔ اثنائے مسافت مین اپنی بیوی تلاش کرے گا۔ جن شہرون سے گذریگا اور جتنے میل پیدل چلیگا۔ اس کی کیفیت کسی شہر کے حاکم یا دیگر ذمہ وار آدمی سے دستخط کرا کے روانہ کرتا رہے گا۔ اس آدمی نے بیان کیا۔ میرے پاس اس وقت پھوٹی کوڑی بھی نہین ہے اثنائے مسافت مین رسالے اور تصاویر فروخت کرتا رہونگا شروع مین مجھے رسالون اور تصویرون پر ایک پونڈ خرچ کرنے کی اجازت دیگئی ہے اسی پر میرا گذارہ رہیگا۔ چہرہ ہمیشہ لوہے کا چہرہ چڑھا رہے گا۔ اور "آئرن ماسک" کے نام سے مشہور ہوگا۔

اڈیٹرون کو نصیحت

ہز ایکسیلنسی گورنر بمبئی نے اڈیٹرون کے روبرو تقریر فرماتے ہوئے یہ بھی ارشاد کیا کہ مین تم سے استدعا کی جسارت کرون کہ کسی واقعہ کی خبر درج اخبار کرنے سے قبل اس کے حالات کو بخوبی تحقیقات کر لیا کرو۔ سچ ہمیشہ خوشگوار و قابل ہضم تو نہین ہوا کرتا مگر پائیدار ضرور ہوتا ہے اور اپنے ناظرین سے تم جس قدر سچ کہوگے اُتنا ہی انکو فائدہ پہونچیگا۔ برخلاف ازین اندیشہ ہے۔ کہ کسی خلاف واقعہ امر سے اس کے قبول کرنیوالون کو دیرپا نقصان پہونچے اور اس کے پھیلانیوالے بھی ذلیل ہون۔ پس جب تم کو واقعات کی صداقت کا ہر طرح اطمینان ہو جائے۔ اس امر صرف اسی حالت مین تم خوب نکتہ چینی کرو۔ تمام گورنمنٹون سے غلطیان سرزد ہوتی ہین اور نیک نیتی سے جو نکتہ چینی کی جائے۔ اس سے افراد کی طرح گورنمنٹون کو بھی فائدہ پہونچتا ہے ایک ہوشیار و صحیح الرائے پریس اعلیٰ طریق حکمرانی کے حاصل کرنے مین بہت کچھ مددگار ہو سکتا ہے

مجھے اعتماد ہے کہ تم میری ان باتونکو کسی ناصح کے بیان پر محمول نہ کروگے بلکہ محض دوستانہ اظہار رائے سمجھوگے۔

امریکہ مین چاندی کے سکون پر یہ عبارت کندہ ہوتی تھی

In God we trust

(ہم خدا پر توکل کرتے ہین) پریسیڈنٹ نے نئے سکون سے نکالڈالی۔ کہ یہ بالکل مہمل اور بے معنی ہے۔ سکون کو مذہبی خدا سے کیا تعلق (الحاد کا زور خدا نا وجود کی ضرورت)

اگر خدا سے مراد یسوع ہے تو خوب ہوا۔ کہ خدا کے ایسے غلط تصور سے دہریت اچھی ہے۔ کسر صلیب کے اسباب خود بخود پیدا ہو رہے ہین۔ امریکہ مین میلاد مسیح کے موقع پر تمام مدارس مین ایک گیت گایا جاتا ہے۔ یہودیون نے کوشش کی ہے کہ یہ گیت منسوخ ہو۔ کیونکہ جو ان کے ہمخیال نہین وہ کیون خواہ مخواہ اس کے سننے پر مجبور کئے جاوین۔ سررشتہ تعلیم کے افسرون نے تو اس کو پسند کیا مگر پادریون مین جوش پھیل گیا۔

گورنمنٹ آف انڈیا نے یہ تجویز منظور کرلی کہ کمشنران قسمت کے اختیارات مین توسیع کی جائے اور اس امر کی اجازت دی جائے کہ تنخواہ اور سروس کی مدت کی نوعیت کے متعلق چند باتونکو چھوڑ کر وہ عارضی عملے کے نوکر رکھے جانے کی منظوری دے سکین۔ نائب تحصیلدارون کو کسی کار خاص پر تین ماہ کے لئے لگا سکین۔

پرکاش لکھتا ہے یہ خبر اطمینان سے پڑھی جاویگی کہ ملک پلیگ کی مصیبت سے بچتا نظر آتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جو اپنے مامور کو خبر دی ہے وہ یہ ہے کہ آگے سے بڑھکر دبار آنیوالی ہے گو اس سال نہ ہو۔

میمن سنگھ کے مجسٹریٹ نے حکم دیا ہے کہ ہر ایک گاؤن کے نمبردار کا فرض ہوگا اگر اس کے گاؤن مین کسی قسم کی اشیاء کی خرید و فروخت کے متعلق کوئی جھگڑا ہو یا پولٹیکل جلسہ ہو تو اسکی اطلاع تھانہ مین دے۔

ولایت کے ساتھ بھی دی پی سسٹم اجراء ہونیکی تجویز ہو یہان کے انگریز تجار اس کے خلاف ہین کیونکہ پھر براہ راست لوگ چیزین منگوا لیا کرین گے۔

تجویز ہے کہ اڈیٹر بھی مجسٹریٹ کے سامنے فارم پر کیا کرین اور ساتھ ہی ایک معقول ضمانت دین تاکہ نام نہاد اڈیٹر عدالت مین پیش نہ ہوا کرین اور حقیقی اڈیٹر چھپے نہ رہین یہ بھی تجویز ہے کہ پولیس کو مزید اختیار دئے جاوین تاکہ وہ ان

مطابع کو جو مغویانہ مضامین شائع کرین۔ قرق اور ضبط کرین

پنجاب اور کشمیر کے درمیان تجارت روبہ تنزل ہوتی جاتی ہے۔ ایک کروڑ ۲۰ لاکھ سے ۹۰ لاکھ رہ گئی۔ میوہ جات کشمیر سے پہلے ۸ لاکھ کے آتے تھے مگر اب سوا لاکھ کے۔ گھی بجائے اٹھارہ کے ۹½ لاکھ کا آیا ہے۔ ادہر پنجاب سے بھی سوتی پارچہ بجائے سوا ستائیس لاکھ کے ساڑھے بیس لاکھ کا تھا۔

بمبئی مین بڑی بڑی سڑکون پر مٹی کا تیل گرد دبانے کے لئے چھڑکنے کا تجربہ کیا گیا جو مفید ثابت ہوا۔

ضلع لائلپور کے ایک صاحب نے اپنے گاؤن مین ہر نماز پڑھنے والے کو ۸ ر ماہوار دینے کا اعلان کیا۔

دہلی ایسے نمازیون کے لئے جو ایک پیسہ کے لئے پانچ نمازین پڑھین۔ یہ مسلمانون کا حال ہے۔

ہز آنر لفٹنٹ گورنر بنگال نے بذریعہ ایک جدید حکم کے ہدایت فرمائی۔ کہ محکمہ جات پولیس جنگلات ڈاکخانہ جیل کے خاص خاص افسر بنگال گورنمنٹ کے محکومہ و محروسہ علاقون مین ملازم و مقیم ہونے کی حالت مین قانون اسلحہ کی ان بندشون کے عملدرآمد سے جو دفعات ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶ مین مذکور ہین۔ مستثنیٰ اور آزاد سمجھے جاوین۔

توقع کی جاتی ہے۔ کہ یکم ستمبر ۱۹۰۸ء تک مدینہ منورہ تک ہیجاز ریلوے بالکل مکمل ہو جائیگی۔

گورنمنٹ فرانس ۸۴ سالہ سید محسن زکریا کو بوجہ پولٹیکل سازش گرفتار کرلیا۔

دمشق سے محمل اور خزانہ معارف حرمین حمیدیہ حجاز ریلوے پر روانہ ہوا۔

امن کے متعلق

ضلع لاہور کے موضع گنگا پر تعزیری پولیس قائم ہے بوجہ بدعنوانی باشندگان میعاد مین اور اضافہ ہوا

ٹرنسوال مین برٹش انڈیا کے دو باشندے جیلخانہ مین ہین۔ ۱۴۰ کو حکم ملک بدر ہونے کا ملا ہے اور ۲۰ کو تاکید ہے کہ عدالت مین پیش ہون۔

۳ چینی جیلخانے مین اور ۷۲ چینیون کو ملک بدر ہونیکا حکم ہے۔ ۸ نمبر کے جو لوگ گرفتار ہین انکی جائداد کی مالیت ۲۰ لاکھ روپیہ کم از کم ہے۔

ان مین ایسے تاجر بھی ہین ۔ کہ جنگ مین نقصان اُٹھا کر مدد کی ۔

شنگہائی سے متصل تین دخانی کشتیان ڈاکوؤن نے لوٹین ۳۱ چینی مجروح ۔ آمد و رفت خطرناک ۔

ساحل کاسربلانکہ کے متصل تین اقوام نے فرنچ فوج پر حملہ کیا لیکن پسپا کی گئین ۔ ۴ گھنٹہ لڑے چند فرنچ زخمی ہو گئے

لزبن مین انقلاب پسندون نے فوجون کے بگاڑنے مین ناکامی اٹھائی ۔ بہت ناجائز اسلحہ ضبط کیا گیا ۔

جمعہ کی شب کو زکہ خیل لوٹیرون نے درۂ خیبر کے سٹیشن گڑہی پر چھاپہ مارا ۔ چوکیدار ہلاک ۔

ایسٹ انڈین ریلوے کے سٹیشن وحن بید پر حال مین ایک سخت ڈاکہ پڑا ۔ خزانہ گہر مین دو صندوق تھے ایک دیسی ساخت کا جسمین ۲۰ ہزار روپیہ تہا اور دوسرا ولائیت کی ساخت کا اسمین ۲۲ ہزار روپیہ تہا ۔ پہرہ دار قضائے حاجت کو گیا ۔ پیچھے شمالی ہند کے آٹھ قوی ہیکل آدمی اندر گھسے ۔ صندوق توڑ ڈالا اور نقدی لے کر رفو چکر ہوئے ۔ اتنے مین پہرہ دار بھی پہنچ گیا تہا ۔ مگر انہون نے اس کی مشکین کس دین ۔

مدراس ایک بڑا مشہور چور ہے ۔ وہ اپنے برلی کے ایک دکان مین تہا ۔ پولیس کو خبر ہوئی ۔ ادہر اسے بہی اطلاع پہونچ گئی ۔ مکان کو آگ لگا دی اور مع اپنے بہائی کے جلکر راکھ ہو گیا ۔

لکھنؤ مین یکم سے ۱۵ ر فروری تک انگریزی کی باہم گھوڑ دوڑ بازی کا کہیل ہونیوالا ہے ۔

مسلمانان روس کی جملہ تعداد پورے تیس ملین ہے ۲۹ ملین سُنّی ہین اور ایک ملین شیعہ (ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے) یورپ کے روسی اور کاکسی صوبجات مین چار شیخ الاسلام ہین ۔ تین سُنیون کے لئے اور ایک اہل تشیع کیواسطے ۔ ہر محکمہ شیخ الاسلام مین تین قاضی اور کچھ مذہبی عہدے دار ہوتے ہین ان کے متعلق مذہبی معاملات کی دیکھ بہال ہوتی جیسے نکاح ۔ طلاق تقسیم میراث ورثہ کا قائم کرنا ۔

چند معلومات

گائے ایک من دس سیر چارہ کہا جاتی ہے ۔

۲۳۰۰۰ ریشمی کیڑے ایک پونڈ ریشم بناتے ہین ۔

چہاتی کا اوسط ناپ مردون مین ۳۶ انچ ہے ۔

جوان آدمی کے دل کے حرکون کی تعداد ۶۵ سے ۷۵ تک ہے ۔

پھیپھڑے مین ۱۰ کروڑ خانے پائے جاتے ہین ۔

کراچی سے فاصلہ ۷۰ میل پر قلمرو ریاست لس بیلہ مین ایک قیمتی کان ابرق کی دریافت ہوئی ۔

لاہور مین ایک عجیب آدمی آیا ۳۵ برس عمر ۱۳ سیر وزن ۳۲ انچ قد ۔ سکنہ اٹاری

مہاراجہ کپورتھلہ نے ایک فرنگی سپین کی لیڈی سے شادی کی ۔ ولیسی رسم سے پانی گرہن کیا ۔

چینی سفیر نے کلکتہ فارن آفس مین آکر تاوان تبت کی تیسری و آخری قسط دے دی ۔

پونا مین سخت آتشزدگی سے ایک مرد ایک عورت اور ۲ سالہ بچہ بہی جل گئے ۔

مولوی لیاقت حسین کو زیر دفعہ ۱۲۴ ۔ ۳ سال قید سخت اور زیر دفعہ ۱۵۳ ۔ ۱۰ ماہ سخت ۔ یہ سزائین ایک ہی وقت سے شمار ہونگی ۔

ڈاکٹر عبد الغفور کو انہی جرمون مین ایک سال اور چھ ماہ کی قید سخت کا حکم سنایا گیا ۔ (اپیل دائر ہوگی)

گیا مین گئو رکھشا کے متعلق آریون نے ایک خاص جلسہ کیا اس کا اثر یہ ہوا ۔ کہ موضع بیلا مین ایک فساد ہو گیا

پچھلے دنون مین جو ضلع اٹک کے شہر کیمبل پور کے صدر بازار مین آتشزدگی ہوئی ۔ اس کے متعلق ایکنا مرتکار عام کی شکائت ہے ۔ کہ آٹے کی بوریان ۔ گھی کے ٹین ۔ کپڑون کی بدریان اور جیبی گھڑیان اور دیگر قیمتی سامان پیٹ بہر کر لوٹا گیا ۔

کانٹھ گڑہ (مراد آباد) رام گنگا کے پل ریلوے پر محصول گذر یکم فروری سے معاف ہے

پورٹ سعید کے ساحل پر سخت طوفان باد آیا بہت نقصان ہوا ۔ تار ٹوٹ گئے نہر سویز کی راہ بند ہو گئی ۔

بعض پودون کے تیلون کا امتحان کرنے سے معلوم ہوا ۔ کہ دس دس بارہ بارہ خراب کپاس اور ناشگفتہ پہل برآمد ہوئے ۔

بانڈہ سرحد کوہاٹ سے چند لوٹیرے تین آدمیون کو پکڑ کر لے گئے ۔ ان مین ایک نوجوان لڑکا ایک معزز ٹھیکیدار کا بہائی ہو گرفتار ہوئے دو ماہ گذر چکے اب معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہین اور اس کے عوض مین اڑہائی ہزار کا مطالبہ کیا جا رہا ہے (دلیری ۔ قابل انسداد)

آریہ سماج کا مندر بنین پچیس ہزار کی لاگت کا تہا جو شملہ مین جل گیا ۔

گورنمنٹ ہوس لکھنؤ مین قحط زدگان کی امداد کے لئے ایک لاکھ ۴۰ ہزار جمع کیا گیا ۔

میونسپلٹی لاہور ۱۴ لاکھ ۵۶ ہزار کی مقروض ہے ۔

کلکتہ مین ایک جونپوری دس ہزار روپیہ لیکر بہاگ گیا ۔

نواب مرزا کیان بخش پسر شاہ اودہ مرحوم پر کلکتہ مین ایک عورت کے چرا لینے کا مقدمہ دائر ہے ۔

باب عالی نے حکم دیا ہے کہ ایک لاکھ پونڈ کے گیہون خرید کر کاشتکارون مین تقسیم کئے جائین ۔ ستر ہزار پونڈ خرچ ہو چکے ہین ۔

چونکہ حجاز مین ہیضہ ہے اسلئے جو اشیاء حجاج لائینگے وہ اگر ڈس انفکٹ نہو سکے گی تو تلف کر دی جائینگی ۔

بحر شمالی انگلستان کے گرد نواح مین چند لاکھ مربع میل کے رقبہ مین اس قدر کہر پڑ رہا ہے ۔ کہ اس سے پہلے آج تک کبھی نہ پڑا تھا ۔ اس وجہ سے بعض جہازات اور ریل گاڑیان آپس مین ٹکرا گئین ۔ آمد و رفت بند ہے ۔

ہفتہ مختتمہ ۱۸ ر جنوری مین ۱۳۱۵۰ طاعونی اموات ہوئین

پنجاب یونیورسٹی نے لاہور کے کالجون مین ۷۲ ہزار تقسیم کیا ۔ اسلامیہ کالج لاہور کو آٹھ ہزار ملا ہے ۔

امیر کابل ۹ ر جنوری کو جلال آباد پہونچے ۔

جنوری کے اول گیارہ روز مین کل آمدنی ریلوے ہند کی ایک کروڑ ۴۰ لاکھ ۲۲ ہزار اوسط فی میل ۷۶۴ روپیہ ۔

گورنمنٹ بنگالہ نے ۳۰ روپے تک تنخواہ ماہوار پانیوالے ملازمون کیلئے تین ماہ تک قحط الاونس منظور کیا

ماہ فروری مین ملک معظم اور ملکہ معظمہ ڈنمارک اور ناروے کی سیاحت فرمائینگے ۔

تہوڑے عرصہ مین اڈریسہ مین آسٹریا مین ترکی اور یونانی ریلوں کا اتصال ہو جائیگا اس سے ہندوستان ۔ مصر اور وسط یورپ کا سفر بہت سہل ہو جائے گا ۔

سائبیریا کی ریلوے لائن دوہری بنائی جانے کی تجویز ہے ۱۵۷۳۲۰۰۰ پونڈ منظور ہوئے ہین ۔ سنہ ۱۹۱۱ء تک تیار ہو گا ۔

پنجاب کے ڈسٹرکٹ بورڈ کی رپورٹ مین ظاہر کیا گیا ہے کہ بعض لوگون کو طریقہ انتخاب سے دلچسپی نہین حالانکہ یہ عدم دلچسپی اس وجہ سے ہے کہ لوگ تعلیم یافتہ نہین ۔ اپنی حقوق اور لوکل سیلف گورنمنٹ کے فوائد کو نہین سمجھتے ۔

ایرانی شاہزادہ فرمان فرما کردون کے مقابلہ سے تنگ اگر مقام سجبولاق سے ہٹ آئے اور ترک اس پر قابض ہو گئے مگر ترک اسے مداخلت بیجا نہین سمجھتے وہ اس مقام کو

اتمام البرہان مصنفہ شیخ احمد حسین صاحب میرٹھی

پر

ریویو

ازسید صادق حسین صاحب صادق مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ

گذشتہ سے پیوستہ

ساتھ ہی اصول کی کتابوں میں اس بات کی بھی صراحت کر دگئی ہے۔ کہ خلاف الواحد مانع۔ یعنے اگر ایک مجتہد بھی اہل اتفاق کا مخالف ہو تو اجماع متحقق نہ ہوگا۔

مولانا شکر اللہ صاحب ہدایت الشفیق کے صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔

”یہ امر اصول کی کتابوں میں مبرہن ہے کہ اجماع صحابہ منسوخ نہیں ہوتا کسی اجماع سے مسلم الثبوت میں ہے (اقول فانت تعلم ان اجماع الصحابۃ لایحتمل النسخ با جماع اخرا۔ اور یہ بھی ثابت ہے۔ کہ اجماع صحابہ کا منکر کافر ہوتا ہے اور اجماع تابعین و تبع تابعین کا منکر گمراہ توضیح میں ہے۔ ثم الاجماع علیٰ مراتب اجماع الصحابۃ ثم اجماع من بعدہم فیمالم یروفیہ خلاف الصحابۃ۔

اسی قول کے بحث میں صاحب تلویح نے لکھا۔

فالاولی بمنزلۃ الایۃ والخبر المتواتر یکفر جاھدہ والثانیۃ بمنزلۃ الخبر المشھور یضل جاھدہ

ایہا الناظرین! اجماع کے بارہ میں حنفی بھائیوں کی تحقیق تو آپ سن چکے۔ اب اہل حدیث صاحبان کے ایڈوکیٹ رئیس المکفرین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تدقیق جو اس بارہ میں ہے وہ بھی سن لیجئے۔ مولویصاحب موصوف ریویو براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۰۳ میں اجماع کی نسبت لکھتے ہیں کہ اجماع اتفاقی دلیل نہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ”اجماع میں اولاً یہ اختلاف ہے۔ کہ یہ ممکن یعنی ہو بھی سکتا ہے یا نہیں بعضے اس کے امکان کو ہی نہیں مانتے۔ پھر ماننے والوں کا اس میں اختلاف ہے کہ اس کا علم ہو سکتا ہے۔ یا نہیں ایک جماعت نے اس کا علم ہونے کے بھی منکر ہیں۔ امام فخر الدین رازی نے کتاب محصول میں یہ اختلاف بیان کرکے فرمایا کہ انصاف یہی ہے۔ کہ بجز اجماع زمانہ صحابہ جبکہ مومنین اہل اجماع بہت تھوڑے تھے اور ان سب کی معرفت تفصیلی ممکن تھی اور زمانہ کے اجماعوں سے حصول علم کی کوئی سبیل نہیں“۔

اسی کے مطابق کتاب حصول المامول میں ہے جو کتاب ارشاد الفحول شوکانی سے مخلص ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ ”جو یہ دعوے کرے کہ ناقل اجماع ان سب علمار دنیا کی جو اجماع میں معتبر ہیں معرفت پر قادر ہے۔ وہ اکھا دعوے میں حد سے نکل گیا اور جو کچھ اس نے کہا الکل سے کہا خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ انہوں نے صاف فرمادیا ہے۔ کہ جو دعوے اجماع کا مدعی ہے۔ وہ جھوٹا ہے۔ فقط“

اب اجماع کے متعلق اس مختصر ریویو میں ہم اور کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ شیخصاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۸ میں جو یہ عبارت لکھی ہے۔ کہ از روئے اسلام یہ بات صحیح ہے۔ کہ واقعی مخالف کلام اللہ نہ کسی محدث کا قول معتبر ہے اور نہ کسی مفسر کا بلکہ خود حدیث مخالف کلام اللہ ہو۔ تو موضوع سمجھی جاوے گی۔“ اس عبارت کو ہم بھی صحیح و درست سمجھتے ہیں اور حق و باطل میں تمیز کے لئے جو معیار شیخصاحب نے اس عبارت میں پیش کیا ہے اسی معیار پر ہم فریقین کے دلائل کو جو اون مسائل کے متعلق ہیں۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ و مخالفین سلسلہ کے متعلق زیر بحث چلے آتے ہیں کسکر دیکھیں گے اور بفضلہ تعالیٰ روز روشن کیطرح ثابت کر دکھائیں گے۔ کہ مخالفین سلسلہ احمدیہ حق کو چھوڑ کر باطل کی پیروی کر رہے ہیں۔

(باقی آئندہ۔ انشاء اللہ تعالےٰ)

مفصلہ ذیل کتب دفتر بدر ایجنسی سے خریدو

جنگ مقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور عبد اللہ آتھم کا مباحثہ۔ اس میں ہمارے امام نے صرف قرآن مجید سے موجودہ عیسائی مذہب کا بطلان کیا ہے اور قابل دید ہے۔ قیمت ۸/

الوصیۃ مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام۔ حضرت اقدس نے وصیت میں اپنا مذہب بیان کیا ہے اور مریدوں کو دین و مقبرہ بہشتی کے متعلق ضروری ہدایتیں دی ہیں۔

قیمت ۲/

غلامی اور عصمت انبیاء ریویو آف ریلیجنز کے متفرق مضامین شیخ احمد دین صاحب پنشنر سابق ہیڈ نقشہ نویس پشاور نے بہ اجازت صدر انجمن احمدیہ قادیان بہت عمدہ چھپواکر اس کارخانہ میں برائے فروخت ارسال کئے ہیں۔ متفرق مضامین کو یکجائی طور پر بہت عمدگی سے جمع کیا گیا ہے۔

غلامی ۳/ عصمت انبیاء ۲/

سر الشہادتین مصنفہ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی۔ سورہ یٰسین سے پیشگوئی کے رنگ میں صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کابلی کی شہادت کے واقعات ثابت کئے ہیں۔ نہایت لطیف کتاب ہے۔ اس کے نکات روپے کو بھی گران نہیں۔ قیمت ۱/

البرہان الصریح فی تائید المسیح

نظم مستورات مستورات کے لئے۔ قیمت ۱/

دوڑو دوڑو کہ وقت جاتا ہے

یعنی کتاب بول چال عربی قریب ۲۰۰ صفحہ کے ایک صفحہ میں عربی ہوگی اور اسکے مقابل والے صفحہ پر اردو ترجمہ ہوگا۔ قیمت ۱۲/ مگر جو صاحب پیشگی قیمت بھیجدینگے اُن سے صرف ایکروپیہ لیا جاویگا اور علاوہ کتاب بول چال عربی کے فی الحال دم نقد سات عدد کتابیں مندرجہ ذیل جو ایکروپیہ قیمت کی ہیں بالکل مفت بطور انعام روانہ کی جاوینگی حتی کہ محصولڈاک بھی بذمہ خریدار نہ ہوگا چونکہ کتاب بول چال عربی کے طبع کیلئے روپیہ کی کمی تھی اس وجہ سے بہ گران قدر رعایت گوارا کی گئی ہے۔ اس صورت میں اصل کتاب ہی مفت ہاتھ لگتی ہے کیونکہ خریدار سردست ہی ایکروپیہ کی قیمت کی سات عدد کتابیں بطور انعام پالیتا ہے ورنہ بعد طبع کتاب بول چال عربی ۱۲/ ہی میں پڑیگی۔ سات عدد کتابیں انعام جو فی الحال ایکروپیہ آنے پر روانہ کی جاوینگی وہ یہ ہیں۔ سلاسل الفضائل مترجم اردو ۔ الاستخلاف ۲/ ۔ روشنیہ ۔ سلاسل التعلیم قرآن کریم کی دعائیں منظوم ۲/ ۔ احمدی کامن ۔ عیشی مسیح ۔ عکس مکتوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ جو صاحب چاہیں یہ کتب بذریعہ وی پی منگواسکتے ہیں وی پی کا کمیشن ادا کرنا ہوگا۔ کتابوں پر ٹکٹ بہرحال ہم لگائیں گے کتابیں مفت ہونگی اور ایکروپیہ ان کا بطور امانت پیشگی جمع رہیگا۔

نٹ نوٹ۔ یاد رہے کہ سردست ۳۰۰ درخواست آنے پر یہ رعایت بند ہو جائیگی

سید محمد عبد الحی عرب قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ۔

بدر پریس قادیان میں میاں معراجدین عمر کیلئے چھاپا گیا۔